بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

شمارہ 46

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شرح چندہ

سالانہ 800 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا

80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

12 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری ● 18 نبوت 1400 ہجری شمسی ● 18 نومبر 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ ۬ؕ ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ

(سورۃ الانعام:2)

ترجمہ: تمام حمد اللہ ہی کی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور نور بنائے۔ پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے ربّ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12 نومبر 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور ان میں مطابقت دکھاؤ جیسا کہ صحابہؓ نے اپنی زندگیوں میں دکھایا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نمونے کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو، انہوں نے وہ حق رفاقت ادا کیا کہ اس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

قول اور فعل میں مطابقت

حقیقت میں اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہوں۔ اگر ان میں مطابقت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَ تَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ (البقرۃ:45) یعنی تم لوگوں کو تو نیکی کا امر کرتے ہو، مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہیں بناتے، بلکہ بھول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (الصّف:3) مومن کو دورنگی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے۔ ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور ان میں مطابقت دکھاؤ جیسا کہ صحابہؓ نے اپنی زندگیوں میں دکھایا، ایسا ہی تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نمونہ اپنے سامنے رکھو

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نمونے کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس زمانہ پر غور کرو جب ہر طرف سے قریش شرارت پر تلے ہوئے تھے اور کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا وہ زمانہ بڑے ابتلا کا زمانہ تھا۔

آج جس قدر تم بیٹھے ہوئے ہو اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا آ جاوے تو کون ہے جو ساتھ دے۔ یا مثلاً گورنمنٹ ہی کی طرف سے یہ تفتیش شروع ہو کہ کس کس نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہوں گے جو دلیری کے ساتھ کہہ دیں کہ ہم مبایعین میں داخل ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعضوں کے ہاتھ پاؤں سن ہو جاویں۔ انہیں فوراً اپنی جائیدادوں اور رشتہ داروں کے خیالات آ جاویں کہ ہمیں یہ چھوڑنے پڑیں گے۔ مشکلات کے وقت ساتھ دینا ہمیشہ کامل الایمان لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ تو اس زمانہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ابتلا کا زمانہ تھا اور آپ کے قتل کے منصوبے ہو رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے وہ حق رفاقت ادا کیا کہ اس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔ یہ طاقت اور قوت بجز ایمان کے نہیں آتی۔ جب تک عملی طور پر انسان ایمان کو اپنے اندر داخل نہ کرے کچھ نہیں بنتا۔ بہانہ سازی اس وقت تک دور ہی نہیں ہوتی۔ عملی طور پر جب آگ لگی ہوئی ہو تو ثابت قدم نکلنے والے تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح کے حواری اس آخری گھڑی میں جو مصیبت کی گھڑی تھی ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بعض نے سامنے ہی لعنت بھی کر دی۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 338، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے الفاظ

(1549) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لبیک یہ تھا: لَبَّیۡكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیۡكَ، لَبَّیۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ لَبَّیۡكَ، اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَۃَ لَكَ وَالۡمُلۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ۔ یعنی مَیں حاضر ہوں۔ اَے میرے اللہ مَیں حاضر ہوں۔ مَیں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مَیں حاضر ہوں۔ ہر خوبی اور ہر ایک نعمت تیری ہی ہے اور بادشاہی بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

(1550) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تھیں: مَیں خوب جانتی ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کس طرح لبیک کہا کرتے تھے۔ (یعنی) لَبَّیۡكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیۡكَ، لَبَّیۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ لَبَّیۡكَ، اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَۃَ لَكَ۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الحج، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انسانوں میں سے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت سے باہر نہیں، اسی طرح انسانوں کے سوا کوئی مخلوق آپ پر ایمان لانے کیلئے مکلف بھی نہیں، جن مومن جنّوں کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے وہ انسان ہی تھے کوئی اور مخلوق نہ تھے

سورۃ الجن اور سورۃ احقاف سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کی ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی تھی اور احادیث سے بھی پتا چلتا ہے کہ جنوں کا ایک وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیلئے آیا تھا۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو جن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے تھے وہ انسان تھے اس ضمن میں پانچ ثبوتوں کا ذکر گزشتہ شمارہ میں ہو چکا ہے۔

’’چھٹا ثبوت ان مومن جنوں کے انسان ہونے کا یہ ہے کہ مسند احمد بن حنبل میں آتا ہے کہ قال (رسول اللہ صلعم) لھم لقد اعطیت اللیلۃ خمسًا ما اعطیھن احدٌ قبلی امّا انا فارسلت الی الناس کلھم عامۃ و کان من قبلی انما یرسل الی قومہ (جلد دوم، صفحہ 222) یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تہجد پڑھ کر جو پہرہ دار آپ کے پیچھے نماز میں شامل ہو گئے تھے ان سے فرمایا کہ آج پانچ خصوصیتیں مجھے ایسی عطا کی گئی ہیں کہ اس سے پہلے کسی کو یہ خصوصیتیں نہیں ملیں۔ ایک تو یہ کہ مَیں سب اقوام کی طرف بلا استثنا مبعوث کیا گیا ہوں اور جو مجھ سے پہلے نبی گذرے ہیں وہ صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے (آگے بقیہ چار خصوصیتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس رات کو پانچ خصوصیتیں جمع کر کے آپ کو بتائی گئی تھیں۔ ورنہ بعض خصوصیات مثلاً یہی جو اوپر بیان ہوئی ہے شروع زمانۂ اسلام سے ہی آپ کو مل چکی تھیں) اس حدیث کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ یہ جن جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے کوئی اور مخلوق تھی کیونکہ قرآن کریم صاف بتاتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مومنوں میں سے تھے۔ اگر وہ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے تو ان کا موسیٰؑ پر ایمان لانا جائز ہی کس طرح ہو سکتا ہے۔ اگر اعتراض ہو کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا (مزمل ع 1) موسیٰ فرعون کی طرف بھی مبعوث تھے حالانکہ فرعون بنی اسرائیل میں سے نہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ قوم سے مراد کبھی نسلی قوم ہوتی ہے اور کبھی ملکی جیسے ہندوستان میں مختلف اقوام بستی تھیں ان میں جو نبی آتا تھا وہ ہندوستانی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا نہ کہ برہمن یا راجپوت کی طرف کیونکہ ایک جگہ رہنے والی اقوام کو سہولت کیلئے ایک قوم شمار کر لیا جاتا ہے۔ پس فرعون کے ساتھ اور اس کی قوم کے ساتھ چونکہ حضرت موسیٰ حکومت اور سیاست اور قانون اور تمدن کے ذریعہ سے بندھے ہوئے تھے ان کو تو ایک قوم سمجھ لیا گیا مگر جنّوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا نسبت تھی۔ حکومت کے لحاظ سے یا سیاست کے لحاظ سے یا قانون کے لحاظ سے یا تمدن کے لحاظ سے کہ ان کو بھی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا۔ اگر کہو کہ حضرت موسیٰؑ مبعوث تو بنی اسرائیل یا ان کے ساتھ رہنے والی قوم کی طرف ہی ہوئے تھے مگر جن اپنے طور پر ان پر ایمان لے آئے تھے تو یہ بھی درست نہیں ہے حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک واقعہ انجیل میں بیان ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دوسری اقوام کو اپنی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت تک نہ دی بلکہ جب ان سے ایک غیر قوم کے آدمی نے تبلیغ کرنے کیلئے کہا تو آپ نے فرمایا کہ ’’لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں‘‘ (متی، باب 15، آیت 26) پس یہ بھی درست نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے ایمان لے آئے تھے کیونکہ اگر جن کوئی مکلف قوم ہے تو اس کیلئے صرف اس نبی پر ایمان لانا فرض ہے جو مِنۡ

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2021ء (مکمل متن)

خطاب حضور انور (سالانہ اجتماع انصار اللہ یو.کے 2021)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اہم سوالات کے جوابات : از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

عرب احمدی احباب کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات

پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت 2021

رپورٹ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت 2021

قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے: اعتراضات کے جوابات

نماز جنازہ غائب بر موقع جلسہ سالانہ UK 2021

بستی مندرانی کے چھ صحابہ کرام

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ✡ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

اگر کوئی ثابت کردکھائے کہ غیروں نے اسلام کے خلاف جو بدگوئیاں کیں اُنکا باعث مسیح موعودؑ تھے تو اُس کیلئے ایک ہزار روپے کا بھاری انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُر شوکت انعامی چیلنج ہم آپ کی کتاب ”اَلْبَلَاغ“ رُوحانی خزائن جلد 13 سے پیش کررہے ہیں۔ 1897 میں ایک عیسائی احمد شاہ نے ”اُمہات المومنین“ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی شان میں انتہائی نازیبا اور گستاخی بھرے کلمات استعمال کئے جس سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور بعد اشاعت اسکی ایک ہزار کاپیاں مفت میں ہندوستان کے ذی اثر مسلمانوں کو بھیجی گئیں۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے گورنمنٹ کو ایک میموریل بھیجا کہ کتاب کی اشاعت روک دی جائے اور مصنف کو سزا دی جائے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام میموریل کے خلاف تھے۔ آپؑ کا مؤقف تھا کہ میموریل نہ بھیج کر کتاب ”اُمہات المؤمنین“ کے اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیا جائے اور جو زہر پھیل چکا ہے اسکا تریاق مہیا کیا جائے محض میموریل بھیج کر خاموش ہو جانا دراصل ہماری ناطاقتی اور کمزوری پر دلیل ہوگی۔ لوگوں تک یہ پیغام پہنچے گا کہ ہم میں جواب دینے کی اہلیت نہیں اور مصنف اُمہات المؤمنین کے اعتراضات حق بجانب ہیں جبکہ احمد شاہ نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ کوئی مسلمان اسکا جواب نہیں دے سکے گا ایسے میں صرف میموریل بھیج دینا اور جواب کی طرف توجہ نہ کرنا سخت ذلت ورُسوائی اور اسلام سے حد درجہ بے وفائی ہوگی۔ اور آپؑ کا یہ بھی مؤقف تھا کہ نہ صرف اُمہات المؤمنین کے اعتراضات کا جواب دیا جائے بلکہ پچھلے تمام اعتراضات کے جواب بھی لکھے جائیں۔ جہاں آپؑ نے جواب لکھنے پر زور دیا وہاں یہ بھی مشورہ دیا کہ جواب لکھنے والا کیسا ہونا چاہئے اور اس کیلئے کیا کیا ضروری شرائط ہیں۔ اور جواب دینے والا مقرر کرنے سے پہلے اس کی گزشتہ تالیفات وتصنیفات بھی دیکھ لینی چائیں تا کہ اسکی لیاقت کا پتا چل سکے۔ ایسے ہی بہت سے ضروری امور کی طرف انجمن حمایت اسلام اور علماء کرام اور ہندوستان کے مسلمانوں کو توجہ دلانے کیلئے آپؑ نے کتاب ”اَلْبَلَاغ“ تالیف فرمائی۔ اس کتاب کا دوسرا نام ”فریادِ درد“ بھی ہے۔ آپؑ نے فرمایا یہ خونِ دل سے لکھی ہوئی تحریر ہے اسے سہل انگاری کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کا قیام 1883 میں عمل میں آیا تھا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ حضور علیہ السلام براہین احمدیہ کی پہلی تین جلدیں تصنیف فرما چکے تھے اور چوتھی جلد ابھی باقی تھی۔ انجمن کے بانی قاضی خلیفہ حمید الدین تھے اور اس کے پہلے صدر بھی یہی بنے۔ کچھ کلیدی لوگوں میں حاجی میر شمس الدین، خان نجم الدین اور ڈاکٹر محمد دین ناظر کے نام لکھے ہیں۔ 1929 تا 1934 ڈاکٹر سر محمد اقبال بھی اس کے صدر رہے۔

انجمن موجودہ یہ لیاقت ہی نہیں رکھتی کہ دین کے معظمات امور میں زبان ہلا سکے

انجمن کی کچھ باتیں اور انجمن کا کچھ حال ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ اس تعلق میں پہلی بات تو ہم یہی پیش کرتے ہیں کہ جبکہ انجمن نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ اس کا پہلا کام اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا ہے تو ایسے نازک موقع پر جواب دینے کی بجائے فقط میموریل بھیج کر خاموش بیٹھ جانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ انجمن میں لکھنے کی طاقت ہی نہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

جو لوگ مسلمانوں کا ہزار ہا روپیہ اس غرض سے لیتے ہیں کہ وہ دشمنان دین کا جواب لکھیں ان کی فقط یہ کارروائی ہو کہ دو چار صفحہ کا میموریل گورنمنٹ میں بھیج کر لوگوں پر ظاہر کریں کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کردیا، حالانکہ صدہا مرتبہ آپ ہی اس امر کو ظاہر کر چکے ہیں کہ ان کی انجمن کے مقاصد میں سے پہلا مقصد یہی ہے کہ وہ ان اعتراضوں کا جواب دیں گے جو مخالفوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً اسلام پر کئے جائیں گے۔ چنانچہ جن لوگوں نے کبھی ان کا رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور دیکھا ہوگا وہ اس رسالہ کے ابتدا میں ہی اس وعدہ کو لکھا ہوا پائیں گے۔ ہم نہیں کہتے کہ یہ انجمن عمداً اس فرض کو جو اس کے اپنے وعدے سے مؤکد ہے اپنے سر پر سے ٹالتی ہے بلکہ واقعی امر یہ ہے کہ انجمن موجودہ یہ لیاقت ہی نہیں رکھتی کہ دین کے معظمات امور میں زبان ہلا سکے یا وہ وساوس اور اعتراض جو عیسائیوں کی طرف سے مدت ساٹھ سال سے پھیل رہے ہیں کمال تحقیق اور تدقیق سے دور کر سکے یا اس زہریلی ہوا کو جو ملک میں پھیل رہی ہے کسی تالیف سے کالعدم کر سکے۔ کاش بہتر ہوتا کہ یہ انجمن دینی امور سے اپنا کچھ تعلق ظاہر نہ کرتی اور ان کی فہم اور عقل کا صرف پولیٹیکل امور کے حدود تک دَورہ رہتا۔

(البلاغ، فریادِ درد، رُوحانی خزائن جلد 13، صفحہ 376)

انجمن کا اقرار کہ ہمیں اپنی بے علمی اور نالیاقتی سے جواب دینے کی جرأت نہیں

1889 میں ایک عیسائی عبد اللہ جیمز نے انجمن حمایت اسلام لاہور کو اسلام کے بارہ میں اپنے تین سوالات بغرض جواب بھیجے۔ انجمن نے جواب کی غرض سے یہ سوالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ اور مولوی غلام نبی صاحب امرتسری کو بھیجے تھے۔ انجمن نے تینوں کے جوابات یکجائی صورت میں شائع کئے اور دیباچہ میں لکھا :

”دین اسلام کے وہ مخلص پیرو بندے جو اپنی اعلیٰ درجے کی دینداری، لیاقت، فضیلت، حسن اخلاق وغیرہ خوبیوں کے باعث آج کل کی معدن علم ہونے کی مدعی قوموں کے استاد تھے، اُنہیں کی نسلیں آج جاہل مطلق بے ہنر محض اور اپنے سچے مذہب کے مقدس اصولوں کی پابندی سے کوسوں دُور ہیں، ان کی جہالت کا نتیجہ یہ ہے کہ بُت پرست قومیں جن کے پاس اپنے مذہب کی حقیقت کی کوئی بھی عقلی اور نقلی دلیل نہیں علانیہ اسلام کی تردید کے واسطے کھڑی ہیں اور ہمیں اپنی بے علمی اور نالیاقتی سے ان کے جواب دینے کی جرأت نہیں۔“

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، رُوحانی خزائن جلد 4 صفحہ 416)

میموریل بھیجنا ایک مقدمہ اٹھانا ہے اور ہر ایک مقدمہ کے دو پہلو ہوتے ہیں اب کیا معلوم کہ کس پہلو پر انجام ہو، شاید سُبکی اور خفّت اٹھانی پڑے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

یہ تو تحکم سے منہ بند کرنا ہوگا اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایسی درخواستوں میں پوری کامیابی بھی ہو کیونکہ دوسرے فریق کے منہ میں بھی زبان ہے اور وہ بھی جب دیکھیں گے کہ یہ کارروائی صرف ایک کے متعلق نہیں بلکہ عیسائیت کے تمام مشن پر حملہ ہے تو بالمقابل زور لگانے میں فرق نہیں کریں گے اور اس صورت میں معلوم نہیں کہ آخری نتیجہ کیا ہوگا اور شاید سُبکی اور خفّت اٹھانی پڑے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ میموریل بھیجنا ایک مقدمہ اٹھانا ہے اور ہر ایک مقدمہ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ اب کیا معلوم ہے کہ کس پہلو پر انجام ہو۔ (البلاغ، فریادِ درد، رُوحانی خزائن جلد 13، صفحہ 380)

ہم منتظر ہیں کہ دیکھیں کہ کونسی فتح نمایاں اس میموریل سے انجمن کو حاصل ہوتی ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ یہ پہلو جو انجمن نے اختیار کیا ہمارے مولیٰ کریم کے اس منشاء کے ہرگز موافق نہیں ہے جو قرآن شریف میں ظاہر فرمایا گیا ہے اور ہم منتظر ہیں کہ دیکھیں کہ کونسی فتح نمایاں اس میموریل سے انجمن کو حاصل ہوتی ہے جو ان کو ردّ لکھنے سے مستغنی کر دیگی۔ اگر فرض کے طور پر یہ بات بھی ہو کہ تمام شائع کردہ کتابیں پنجاب اور ہندوستان سے واپس منگائی جائیں اور پھر جلا دی جائیں ...... اور آئندہ قانونی طور پر کسی وعید کے ساتھ دھمکی دیکر فہمائش ہو کہ کوئی پادری اسلام کے مقابل پر کبھی اور کسی وقت میں ایسے الفاظ استعمال نہ کرے پھر بھی یہ تمام کارروائی ردّ لکھنے کے قائم مقام نہیں ہو سکتی ......لیکن اگر انجمن کی درخواست پر کوئی ایسی کارروائی نہ ہوئی بلکہ کوئی معمولی اور غیر محسوس کارروائی ہوئی تو اس روز جس قدر مخالفوں کی شماتت ہوگی ظاہر ہے۔ لہٰذا ہمیں بار بار انجمن کی اس رائے پر رونا آتا ہے۔ (البلاغ، فریادِ درد، رُوحانی خزائن جلد 13، صفحہ 424)

مسیح موعود کی پیشگوئی پوری ہوئی، انجمن کو میموریل میں ناکامی رہی

”ہم منتظر ہیں کہ دیکھیں کہ کونسی فتح نمایاں اس میموریل سے انجمن کو حاصل ہوتی ہے“ کا فقرہ بتاتا ہے کہ مسیح موعود کی یہ ایک پیشگوئی تھی کہ انجمن کو اس میں کامیابی نہیں ملے گی بلکہ سُبکی اور خفّت حاصل ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

میں انکے میموریل کے سخت مخالف تھا اور میں نے اپنی تحریر میں صاف طور پر شائع کیا تھا کہ یہ طریق اچھا نہیں مگر ان لوگوں نے میری صلاح کو قبول نہ کیا بلکہ بدگوئی کی۔ اسی اثنا میں مجھے الہام ہوا کہ سَتَذْکُرُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَکُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ یعنی عنقریب جنہیں یہ بات میری یاد آئیگی یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ تمہیں اپنے میموریل میں ناکامی رہیگی اور جس امر کو میں نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو ردّ کرنا اور انکو جواب دینا، اس امر کو میں خدائے تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ الہام قبل از وقت ایک گروہ کثیر کو سنایا گیا تھا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا یعنی انجمن کی وہ درخواست نامنظور ہوئی۔ (نزول المسیح، رُوحانی خزائن جلد 18، صفحہ 603)

انجمن کے سیکرٹری میاں شمس الدین کی مسلمانوں کو طاعون سے بچانے کی تجویز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

میاں شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور...... اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ تمام فرقے مسلمانوں کے شیعہ سُنّی مقلّد اور غیر مقلّد میدانوں میں جا کر اپنے اپنے طریقہ مذہب میں دُعائیں کریں اور ایک ہی تاریخ میں اکٹھے ہو کر نماز پڑھیں تو بس یہ ایسا نسخہ ہے کہ معاً اس سے طاعون دُور ہو جائیگی مگر اکٹھے کیونکر ہوں اِسکی کوئی تدبیر نہیں بتلائی گئی۔ ظاہر ہے کہ فرقہ وہابیہ کے مذہب کے رُو سے تو بغیر فاتحہ خوانی کے نماز درست ہی نہیں پس اس صورت میں اُنکے ساتھ حنفیوں کی نماز کیونکر ہو سکتی ہے، کیا باہم فساد نہیں ہوگا؟ ......اور جو فرقے حضرت حسین یا علی رضی اللہ عنہ کو قاضی الحاجات سمجھتے ہیں اور محرم میں تعزیوں پر ہزاروں درخواستیں مُرادوں کیلئے گزارا کرتے ہیں

باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ابوبکرؓ اور عمرؓ جنت کے اوّلین اور آخرین کے تمام بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء اور مرسلین کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر بن خطابؓ اہلِ جنت کے چراغ ہیں

یقیناً پہلی امتوں میں محدّثین ہوتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ان کی رائے کے موافق قرآن شریف نازل ہو جایا کرتا تھا اور ان کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت میں سے اللہ کے دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

فرشتہ صفت، سادہ طبیعت، کم گو، غریب پرور، عجز وانکسار کے پیکر اور نہایت مہمان نواز محترم ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29/اکتوبر 2021ء بمطابق 29/اخاء 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ-

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ- الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ- مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ- اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ-

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ- صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ-

جن لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت عطا فرمائی تھی ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھولو اور اس کو جنت کی بشارت دو۔ مَیں نے اس کے لیے دروازہ کھولا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ میں نے ان کو اس بات کی بشارت دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ انہوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا۔ پھر ایک اَور شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے دروازہ کھولو اور اس کو جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت عمرؓ ہیں۔ میں نے ان کو وہ بات بتائی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی انہوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا۔ پھر ایک اَور شخص آیا دروازہ اس نے کھولنے کے لیے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لیے دروازہ کھولو اور اس کو جنت کی بشارت دو باوجود ایک مصیبت کے جو اسے پہنچے گی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمانؓ ہیں۔ میں نے ان کو وہ بات بتائی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ انہوں نے بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا۔ پھر کہا مصیبت سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ ہی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب مناقب عمر بن الخطاب حدیث 3693)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ جنتی ہیں۔ عمرؓ جنتی ہیں۔ عثمانؓ جنتی ہیں۔ یہ دس آدمیوں کے متعلق آپؐ نے فرمایا تھا۔ علیؓ جنتی ہیں۔ طلحہؓ جنتی ہیں۔ زبیرؓ جنتی ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنتی ہیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ جنتی ہیں۔ سعید بن زیدؓ جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن جراحؓ جنتی ہیں۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب عبدالرحمان بن عوف حدیث نمبر 3747)

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: ایک بار ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت ایک محل کے پاس وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عمر بن خطابؓ کا۔ ان کی غیرت کا مجھے خیال آیا تو میں واپس چلا آیا۔ حضرت عمرؓ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سن کر آپؓ روئے اور کہا یا رسول اللہؐ! کیا مَیں آپؐ سے غیرت کروں گا۔ (صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَ حدیث 3242) کیوں واپس آ گئے، برکت بخشتے!

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عِلّیّین والوں میں سے کوئی شخص جنت والوں پر جھانکے گا تو اس کے چہرے کی وجہ سے جنت جگمگا اٹھے گی گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ان میں سے ہیں اور وہ دونوں کیا ہی خوب ہیں۔ (سنن ابوداؤد کتاب الحروف والقراءت حدیث 3987)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس جنت والوں میں سے ایک شخص آ رہا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تمہارے پاس جنت والوں میں سے ایک شخص آ رہا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب اخبارہ عن اطلاع رجل من اہل الجنۃ فاطلع عمر حدیث 3694)

اسی طرح ایک روایت میں ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمایا کہ یہ ابوبکرؓ اور عمرؓ جنت کے اوّلین اور آخرین کے تمام بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء اور مرسلین کے۔ (سنن الترمذی کتاب المناقب باب اقتدوا بالذین من بعدی حدیث 3664)

پھر حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر بن خطابؓ اہلِ جنت کے چراغ ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء از امام اصفہانی، جلد 6 صفحہ 309 روایت 8950 مکتبہ الایمان المنصورہ 2007ء)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کے بارے میں ایک اَور جو روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں مروی ہے، حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر بن خطاب ہوتے۔ (سنن الترمذی کتاب المناقب باب لو کان نبی بعدی لکان عمر...... حدیث 3686) یعنی یہ فوری بعد نبوت کی بات ہے ورنہ تو آنے والے مسیح اور مہدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود 'نبی اللہ' کہہ کر فرمایا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ حدیث 7373)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمرؓ کو محدث کہنا۔ اس بارے میں حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً پہلی امتوں میں محدثین ہوتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔ (سنن الترمذی کتاب المناقب باب قد کان یکون فی الامم محدثون ...... حدیث: 3693)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے جو امتیں تھیں ان میں ایسے لوگ تھے جو محدث ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں سے کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ محدث وہ ہیں جن کو کثرت سے الہام اور کشوف ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: تم سے پہلے جو بنی اسرائیل سے ہوئے ہیں ان میں ایسے آدمی آ چکے ہیں جن سے اللہ کلام کیا کرتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں بھی ان میں سے کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب مناقب عمر بن الخطاب حدیث 3689)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''خدا تعالیٰ ہمیشہ استعاروں سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے۔ جو ابراہیم کے دل کے موافق دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے اور جو عمر فاروقؓ کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے۔ کیا تم یہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر اس امت میں بھی محدث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمرؓ ہے۔

اب کیا اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ محدثیت حضرت عمرؓ پر ختم ہو گئی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمرؓ کی روحانی حالت کے موافق ہو گئی وہی ضرورت کے وقت پر محدث ہو گا۔'' پھر آپؑ فرماتے ہیں ''چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارے میں الہام ہوا تھا فِیْکَ مَادَّۃٌ فَارُوْقِیَّۃٌ۔''

(فتحِ اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 11 حاشیہ)

مکمل الہام اس طرح ہے کہ ''اَنْتَ مُحَدَّثُ اللّٰہِ۔ فِیْکَ مَادَّۃٌ فَارُوْقِیَّۃٌ'' یعنی ''تو محدث اللہ ہے تجھ میں مادۂ فاروقی ہے۔'' (تذکرہ صفحہ 82 ایڈیشن چہارم)

جیسا کہ پہلے بھی مَیں گذشتہ کئی خطبات میں سے ایک خطبہ میں بیان کر چکا ہوں کہ حضرت عمرؓ نے حفاظت اور تدوین قرآن کی تجویز دی تھی۔ اس بارے میں یہاں پہ بھی ذکر کرتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں جنگ یمامہ میں جب ستّر حفاظِ قرآن شہید ہوئے تو اس بارے میں حضرت زید بن ثابتؓ انصاری روایت کرتے ہیں کہ جب یمامہ کے لوگ شہید کیے گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے مجھے بلا بھیجا اور اس وقت ان کے پاس حضرت عمرؓ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: عمرؓ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے کہا یمامہ کی جنگ میں لوگ بہت شہید ہو گئے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اَور لڑائیوں میں بھی قاری نہ مارے جائیں اور اس طرح قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا سوائے اس کے کہ تم قرآن کو ایک جگہ جمع کر دو اور میری یہ رائے ہے کہ آپؓ قرآن کو ایک جگہ جمع کریں۔ یعنی حضرت عمرؓ نے کہا: میری یہ رائے ہے کہ یہ قرآن کو جمع کریں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کو فرمایا کہ میں ایسی بات کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں

کی۔ عمرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! آپؓ کا یہ کام اچھا ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ عمرؓ مجھے بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور اب مَیں بھی وہی مناسب سمجھتا ہوں جو عمرؓ نے مناسب سمجھا یعنی اس کی تدوین ہو جانی چاہیے اور پھر زید بن ثابتؓ نے اس کی تدوین کا کام شروع کیا۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قولہ لقد جاء کم رسول من انفسکم ...... حدیث 4679)

اس کی تفصیل جیسا کہ مَیں نے کہا پہلے مَیں بیان کر چکا ہوں۔

حضرت عمرؓ کے قرآن کریم حفظ کرنے کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''ابوعبیدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر صحابہؓ میں سے مندرجہ ذیل کا حفظ ثابت ہے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، سعدؓ، ابن مسعودؓ، حُذَیفہؓ، سالمؓ، ابوہریرہؓ، عبداللہ بن سائبؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 429)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض وحییں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئیں ان کی وجہ حضرت عمرؓ کی موافقت ہے یا حضرت عمرؓ کی ان وحیوں سے موافقت ہے۔ صحاح ستہ کی روایت میں حضرت عمرؓ کی موافقات کا ذکر جن احادیث میں آیا ہے وہاں تین باتوں میں موافقت کا ذکر ملتا ہے تاہم اگر صرف صحاح ستہ کی ان روایات کو یکجائی صورت میں دیکھا جائے تو ان کی تعداد سات تک بنتی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے ایک روایت مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تین باتوں میں میری رائے میرے رب کے منشا کے مطابق ہوئی۔ مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز گاہ بنا لیں۔ یہ میں نے کہا تو آیت وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى نازل ہوئی۔ اور پردے کا حکم۔ میں نے کہا تو پردے کا حکم نازل ہوا۔ مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دیں کیونکہ ان سے بھلے بھی اور برے بھی باتیں کرتے ہیں تو پردے کی آیت نازل ہوئی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے بوجہ غیرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایکا کیا تو حضرت عمرؓ کہتے ہیں مَیں نے انہیں کہا یعنی ان بیویوں کو جن میں ان کی بیٹی بھی تھیں کہ اگر تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دے دیں تو مجھے امید ہے کہ ان کا رب تم سے بہتر بیویاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدلہ میں دے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ۔ یعنی قریب ہے کہ اگر وہ تمہیں طلاق دے دے تو اس کا رب تمہارے بدلے اس کے لیے تم سے بہتر ازواج لے آئے۔

(صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی القبلۃ ...... حدیث نمبر: 402)

صحیح مسلم میں ایک روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تین مواقع پر مَیں نے اپنے رب سے موافقت کی۔ مقام ابراہیم کے بارے میں اور پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل عمر حدیث نمبر 6206)

لیکن بدر کے قیدیوں کے بارے میں روایت درست نہیں ہے۔ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بڑی بحث کی ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی بعض ثبوتوں سے لکھا ہے۔ پرانے علماء اور مفسرین نے بھی لکھا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کو سزا دینے والی روایت صحیح نہیں ہے اور اس کی جو تفصیل ہے مَیں پیچھے ایک خطبہ میں بیان کر چکا ہوں۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ کا منافقین کا جنازہ نہ پڑھنے کے بارے میں وحی قرآنی سے موافقت کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور سے درخواست کی کہ آپؐ اس کو اپنی قمیص عطا فرمائیں تا کہ وہ اس میں اپنے باپ کو کفنائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قمیص عطا فرمائی۔ پھر اس نے آپؐ سے درخواست کی کہ آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ اس پر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھنے لگے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کہ تُو ان کے لیے استغفار کر یا نہ کر۔ اگر تُو ان کے لیے ستر مرتبہ بھی استغفار کرے گا تو فرمایا کہ مَیں ستر سے زیادہ دفعہ استغفار کر لوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ منافق ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تب اللہ عزّوجلّ نے یہ آیت اتاری وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔ اور تُو ان میں سے یعنی منافقین میں سے کسی مرنے والے کی کبھی جنازے کی نماز نہ پڑھ اور کبھی ان کی قبر پر دعا کے لیے کھڑا نہ ہو۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل الصحابۃ باب من فضائل عمر حدیث نمبر: 6207)

شراب کی حرمت کے بارے میں حضرت عمرؓ کی وحی قرآنی سے موافقت کا ذکر سنن ترمذی میں ملتا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے اطمینان بخش حکم بیان فرما تو سورہ بقرہ کی آیت یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ نازل ہوئی۔ وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ بھی ہے اور لوگوں کے لیے فوائد بھی اور دونوں کا گناہ کا پہلو اُن کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔ جب یہ آیت نازل ہو چکی تو حضرت عمرؓ کو یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی۔ یہ آیت سن کر عمرؓ نے پھر کہا اے اللہ! ہمارے لیے شراب کا واضح حکم بیان فرما تو سورۂ نساء کی آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى نازل ہوئی کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم پر مدہوشی کی کیفیت ہو یہاں تک کہ اس قابل ہو جاؤ کہ تمہیں علم ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ عمرؓ پھر آئے اور انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی۔ انہوں نے پھر کہا اے اللہ! ہمارے لیے شراب کا حکم صاف صاف بیان فرما دے تو سورۂ مائدہ کی آیت اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کر دے اور تمہیں ذکر الٰہی اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم باز آ جانے والے ہو۔ عمرؓ پھر آئے اور یہ آیت پڑھ کر ان کو سنائی گئی تو انہوں نے کہا ہم باز رہے۔ ہم باز رہے۔

(سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ المائدۃ، حدیث نمبر: 3049)

صحاح ستہ میں مذکور ان موافقات کے علاوہ بھی سیرت نگاروں نے متعدد موافقات کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے بیس کے قریب موافقات کا ذکر کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ 98 دار الکتاب العربی بیروت 1999ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ان کی رائے کے موافق قرآن شریف نازل ہو جایا کرتا تھا اور ان کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ دوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ تیسری یہ حدیث ہے کہ پہلی امتوں میں محدث ہوتے رہے ہیں اگر اس امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 219)

حضرت عمرؓ کا غزوات میں مشورہ دینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے قبول فرمانا، اس بارے میں روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ یا حضرت ابوسعیدؓ جو روایت کرنے والے ہیں۔ اعمش کو شک ہے کہ ان میں سے کون تھا۔ بہر حال وہ کہتے ہیں ان سے روایت ہے کہ جب غزوۂ تبوک کے دن تھے تو لوگوں کو سخت بھوک لگی انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے پانی لانے والے اونٹ ذبح کر لیں اور ہم کھائیں اور چکنائی استعمال کریں۔ آپؐ نے فرمایا کر لو۔ کہتے ہیں اس پر حضرت عمرؓ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ نے ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ ہاں لوگوں کو اپنا باقی ماندہ زادِ راہ لانے کا ارشاد فرمائیں۔ جو کچھ بھی کسی کے پاس کھانے کی چیز ہے وہ لے آئے۔ پھر ان کے لیے اس پر برکت کی دعا کریں۔ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت رکھ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چمڑے کا دستر خوان منگوایا اور اسے بچھا دیا اور پھر ان کے باقی ماندہ زادِ راہ زاد منگوائے۔ جو بھی کھانے کا سامان تھا وہ منگوایا۔ راوی کہتے ہیں کوئی مٹھی بھر مکئی لایا، کوئی مٹھی بھر کھجوریں، کوئی روٹی کا ٹکڑہ وغیرہ لے آیا یہاں تک کہ اس دستر خوان پر اس میں سے کچھ تھوڑا سا اکٹھا ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا اپنے برتنوں میں لے لو۔ انہوں نے برتنوں میں اس کو لے لیا یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا مگر اس کو بھر لیا۔ پھر سب نے کھایا اور سیر ہو گئے اور کچھ بچ بھی گیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور جو شخص بغیر کسی شک کے ان دونوں شہادتوں کے ساتھ خدا سے ملے گا وہ جنت سے روکا نہیں جائے گا۔ یہ مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید ...... حدیث: 139)

بخاری میں یہ روایت اس طرح درج ہے۔ یزید بن ابوعُبَید نے حضرت سَلَمہ بن اَکْوَع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ایک سفر میں لوگوں کے زادِ راہ کم ہو گئے اور ان کے پاس کچھ نہ رہا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اونٹ ذبح کرنے کے لیے اجازت مانگنے آئے۔ آپؐ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر حضرت عمرؓ ان لوگوں سے ملے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا تو حضرت عمرؓ نے کہا اپنے اونٹوں کے بعد تم کیسے گزارہ کرو گے؟ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہؐ! وہ اپنے اونٹوں کے بعد کیسے گزارہ کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں منادی کرو کہ سب اپنا بچا ہوا زادِ راہ لے آئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اس زادِ راہ کو برکت دی۔ پھر ان کے برتن منگوائے اور لوگوں نے بھر بھر کر لینا شروع کیا یہاں تک کہ جب وہ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب حمل الزاد فی الغزو حدیث 2982)

اذان کی جو ابتدا ہوئی ہے اس بارے میں بھی حضرت عمرؓ نے خواب دیکھی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کی وحی صحابہؓ پر نازل ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عبداللہ بن زیدؓ ایک صحابی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کے ذریعہ سے اذان سکھائی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی وحی پر انحصار کرتے ہوئے مسلمانوں میں اذان کا رواج ڈالا تھا۔ بعد میں قرآنی وحی نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے یہی اذان سکھائی تھی مگر بیس دن تک مَیں خاموش رہا اس خیال سے کہ ایک اَور شخص رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بیان کر چکا ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک فرشتہ نے مجھے آ کر اذان سکھائی اور مَیں اس وقت پوری طرح سویا ہوا نہیں تھا'' یہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ''کچھ کچھ جاگ رہا تھا۔''

(مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ، انوار العلوم جلد 23، صفحہ 282)

سنن ترمذی کی روایت ہے جو مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں لیکن یہاں بھی بیان کر دیتا ہوں۔ اس کے آخر میں جو الفاظ ہیں وہ بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت عمرؓ کے خواب کی کتنی اہمیت تھی۔ محمد بن عبداللہ بن زید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مَیں نے آپ کو خواب سنائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً یہ رؤیا سچی ہے۔ تم بلال کے ساتھ جاؤ۔ یقیناً وہ تم میں سے اونچی اور لمبی آواز والے ہیں۔ ان کو بتاتے جاؤ جو تمہیں بتایا گیا ہے۔ پس وہ اس کی منادی کرے۔ آپؓ یعنی عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ نے نماز کے لیے حضرت بلالؓ کی اذان سنی تو حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آئے اور آپؓ یہ کہہ رہے تھے کہ اے رسول اللہؐ! اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے یقیناً مَیں نے بھی وہی دیکھا ہے جیسا اس نے اذان میں کہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس تمام حمد اللہ ہی کے لیے ہے۔ پس یہ بات زیادہ پختہ ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی بدء الاذان حدیث 189) یعنی اب مزید تصدیق ہو گئی۔

حضرت عمرؓ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور احترام کس طرح کیا کرتے تھے۔ کیا مقام تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یعنی حضرت ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے اور حضرت عمرؓ کے ایک اونٹ پر سوار تھے جو منہ زور تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، ان کی سواری سے آگے بڑھ جاتا تھا۔ اور ان کے والد حضرت عمرؓ انہیں کہتے تھے کہ عبداللہ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کسی کو بھی نہیں بڑھنا چاہیے۔ یہ تمہاری سواری جو ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے آگے نہیں بڑھنی چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ میرے پاس یہ فروخت کر دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ تو آپؐ ہی کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید لیا اور اس کے بعد فرمایا: عبداللہ! یہ اب تمہارا ہی ہے اس سے تم جو چاہو کام لو۔ (صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب من اھدی لہ ھدیۃ حدیث 2610) لے کے پھر تحفہ دے دیا۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھل گیا تو تشریف لائے اور ظہر

کی نماز پڑھی اور منبر پر کھڑے ہوئے اور موعودہ گھڑی کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں بڑے بڑے واقعات ہوں گے۔ پھر فرمایا: جو شخص کچھ پوچھنا چاہے تو پوچھ لے۔ تم جو کچھ بھی مجھ سے پوچھو گے مَیں تمہیں بتاؤں گا جب تک کہ مَیں اپنے اس مقام میں ہوں تو لوگ بہت روئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دفعہ فرمایا کہ مجھ سے پوچھو۔ اس پر حضرت عبداللہ بن حُذَافہ سہمی اٹھے اور کہا میرا باپ کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا حُذَافہ۔ پھر آپؐ نے بہت دفعہ فرمایا کہ مجھ سے پوچھو۔ اس پر حضرت عمرؓ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور کہا۔ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا کہ ہم راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین اور محمدؐ ہمارے نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا جنت اور آگ ابھی اس دیوار کی چوڑائی میں میرے سامنے پیش کی گئی تھیں تو مَیں نے ایسا خیر و شر کبھی بھی نہیں دیکھا۔

(صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الظہر عندالزوال، حدیث 540)

بخاری کی ہی ایک اَور روایت میں اس طرح بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض ایسی باتوں کے متعلق پوچھا گیا جن کو آپؐ نے ناپسند کیا۔ جب آپ سے بہت سوال کیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپؐ نے لوگوں سے کہا: پوچھو مجھ سے جس کے متعلق بھی چاہو۔ تب ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہے۔ اس کے بعد ایک اَور اٹھا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ! میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تمہارا باپ شَیبہ کا آزاد کردہ غلام سالم ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے اس تغیر کو دیکھا جو آپؐ کے چہرے پر تھا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اللہ عزوجل کے حضور اپنی غلطی سے رجوع کرتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظۃ ...... حدیث 92)

پھر بخاری کی ہی ایک دوسری روایت بھی ہے۔ یہ زہری سے روایت ہے۔ اس میں آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو حضرت عبداللہ بن حُذافہؓ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے۔ پھر آپؐ نے بہت دفعہ فرمایا: پوچھو مجھ سے۔ مگر حضرت عمرؓ نے دوزانو ہو کر عرض کیا اور انہوں نے کہا ہم راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔ اس پر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب من برک علی رکبتیہ عندالامام او المحدث، حدیث 93)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے تو حضرت عمرؓ نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر اور اپنی بیعت کے حقیقی بیعت ہونے پر راضی ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر وصوم یوم عرفۃ ...... حدیث 2747)

صحیح بخاری میں ایک اَور روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بالا خانے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں مَیں آپؐ کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ کے اور چٹائی کے درمیان کوئی بچھونا نہیں۔ اس لیے چٹائی نے آپ کے پہلو پر نشان ڈالے ہوئے ہیں۔ ایک چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے ہیں جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا تو اللہ کی قسم! تین کچی کھالوں کے سوا وہاں کوئی چیز نہیں تھی جو مجھے نظر آئی ہو۔ مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اللہ سے دعا کریں کہ وہ آپؐ کی امت کو کشائش دے کیونکہ فارس اور روم کو بہت دولت دی گئی ہے اور انہیں دنیا ملی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ آپؐ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خطاب کے بیٹے! کیا ابھی تک تم شک میں ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کو جلدی سے اس دنیا کی زندگی میں ہی ان کے مزے کی جو چیزیں تھیں دی گئی ہیں۔ مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ (صحیح البخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ والعلیۃ المشرفۃ وغیر المشرفۃ ...... حدیث 2468)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب نہیں اور آپؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان پیٹھ پر لگے ہیں۔ تب عمر کو یہ حال دیکھ کر رونا آیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے عمر! تُو کیوں روتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ آپ کی تکالیف کو دیکھ کر مجھے رونا آگیا۔ قیصر اور کسریٰ جو کافر ہیں آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپ ان تکالیف میں بسر کرتے ہیں۔ تب آنجناب نے فرمایا کہ مجھے اس دنیا سے کیا کام! میری مثال اس سوار کی ہے کہ جو شدتِ گرمی کے وقت ایک اونٹنی پر جا رہا ہے اور جب دوپہر کی شدت نے اس کو سخت تکلیف دی تو وہ اسی سواری کی حالت میں دم لینے کے لئے ایک درخت کے سایہ کے نیچے ٹھہر گیا اور پھر چند منٹ کے بعد اسی گرمی میں اپنی راہ لی۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 299-300)

ایک واقعہ ملتا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو دعا کے لیے کہا تھا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ ادا کرنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دی اور فرمایا لَا تَنْسَنَا یَا أُخَیَّ مِنْ دُعَائِكَ، اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ اگر مجھے اس کے بدلے میں ساری دنیا بھی مل جائے تو اتنی خوشی نہ ہو۔ ایک اَور روایت میں یہ الفاظ اس طرح آتے ہیں کہ اَشْرِکْنَا یَا أُخَیَّ فِیْ دُعَائِكَ کہ اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شامل رکھنا۔

(سنن ابوداؤد کتاب الوتر باب الدعاء حدیث 1498)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس حد تک عاشقانہ تعلق تھا اس کا پتہ اس واقعہ سے ملتا ہے۔ پہلے بھی ایک خطبہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو یہ خبر سن کر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے بخدا میرے دل میں یہی بات آئی تھی اور انہوں نے کہا اللہ آپؐ کو ضرور ضرور اٹھائے گا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور اٹھائے گا تا بعض آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ بہرحال پھر جب حضرت ابوبکرؓ آئے تو انہوں نے سورۂ آل عمران کی آیت 145 پڑھی اور حضرت عمرؓ کو حقیقت کو سمجھنے کا کہا اور پھر معاملہ ختم ہوا۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا حدیث 3668-3667)

اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ’’آنحضرت کی وفات پر صحابہؓ کا اجماع بھی اسی مسئلہ پر ہوا ہے کہ کُل انبیاء وفات پا گئے ہیں اور اس کی یہ وجہ ہوئی کہ آپؐ کی وفات پر حضرت عمرؓ کو خیال پیدا ہو گیا تھا کہ آپؐ ابھی زندہ ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے اور آپؓ کو اپنے اس اعتقاد پر اس قدر یقین تھا کہ آپؓ اس شخص کی گردن اڑانے کو تیار تھے جو اس کے خلاف کہے لیکن حضرت صدیقؓ جب تشریف لائے اور آپ نے کُل صحابہؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے پاؤں کانپ گئے اور مَیں صدمہ کے مارے زمین پر گر گیا اور صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں یوں معلوم ہوا کہ جیسے یہ آیت آج ہی اتری ہے اور ہم اس دن اس آیت کو بازاروں میں پڑھتے پھرتے تھے۔ پس اگر کوئی نبی زندہ موجود ہوتا تو یہ استدلال درست نہیں تھا کہ جب سب نبی فوت ہو گئے تو آپؐ کیوں فوت نہ ہوتے۔ حضرت عمرؓ کہہ سکتے تھے کہ آپؓ کیوں دھوکا دیتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ ابھی زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ وہ زندہ ہیں تو کیوں ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں رہ سکتے؟ مگر سب صحابہؓ کا سکوت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سب صحابہ کا یہی مذہب تھا کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو گئے ہیں۔‘‘

(تحفۃ الملوک انوار العلوم جلد 2 صفحہ 128)

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بیان فرمایا ہے وہ تفصیل مَیں پہلے ایک خطبہ میں بیان کر چکا ہوں۔

حضرت عمرؓ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے تھے اس بارے میں حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کی طرف منہ کیا۔ پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھ دیے اور دیر تک روتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو حضرت عمر بن خطابؓ کو بھی روتے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! یہ وہ جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ کتاب المناسک باب استلام الحجر حدیث 2945)

عابس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ حجرِ اسود کے پاس آئے اور اس کو چوما اور کہا مَیں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہی ہے نہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع۔ اگر مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے ہرگز نہ چومتا۔ (صحیح البخاری کتاب الحج باب ماذکر فی الحجر الاسود حدیث 1597)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ طواف کر رہے تھے کہ آپؓ حجرِ اسود کے پاس سے گزرے اور آپؓ نے اس سے اپنی سوٹی ٹھکرا کر کہا کہ مَیں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے اور تجھ میں کچھ بھی طاقت نہیں مگر میں خدا کے حکم کے ماتحت تجھے چومتا ہوں۔ یہی جذبۂ توحید تھا جس نے ان کو دنیا میں سربلند کیا۔ وہ خدائے واحد کی توحید کے کامل عاشق تھے۔ وہ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے کہ اس کی طاقتوں میں کسی اَور کو شریک کیا جائے۔‘‘ یعنی خدا تعالیٰ کی طاقتوں میں۔ ’’بے شک وہ حجرِ اسود کا ادب بھی کرتے تھے مگر اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے اس کا ادب کرو، نہ اس لیے کہ حجرِ اسود کے اندر کوئی خاص بات ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر خدا تعالیٰ ہمیں کسی حقیر سے حقیر چیز کو چومنے کا حکم دے دے تو ہم اس کو چومنے کے لیے بھی تیار ہیں کیونکہ ہم خدا تعالیٰ کے بندے ہیں کسی پتھر یا مکان کے بندے نہیں۔ پس وہ ادب بھی کرتے تھے اور توحید کو بھی نظر انداز نہیں ہونے دیتے تھے اور یہی ایک سچے مومن کا مقام ہے۔ ایک سچا مومن بیت اللہ کو ویسا ہی پتھروں کا ایک مکان سمجھتا ہے جیسے دنیا میں اور ہزاروں مکان پتھروں کے بنے ہوئے ہیں۔ ایک سچا مومن حجرِ اسود کو ویسا ہی پتھر سمجھتا ہے جیسے دنیا میں اور کروڑوں پتھر موجود ہیں مگر وہ بیت اللہ کا ادب بھی کرتا ہے۔ وہ حجرِ اسود کو چومتا بھی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرے رب نے ان چیزوں کے ادب کرنے کا مجھے حکم دیا ہے مگر باوجود اس کے وہ اس مکان کا ادب کرتا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ حجرِ اسود کو چومتا ہے پھر بھی وہ اس یقین پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتا ہے کہ میں خدائے واحد کا بندہ ہوں کسی پتھر کا بندہ نہیں۔ یہی حقیقت تھی جس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اظہار فرمایا۔ آپؓ نے حجرِ اسود کو سوٹی ماری اور کہا میں تیری کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔ تُو ویسا ہی پتھر ہے جیسے اور کروڑوں پتھر دنیا میں نظر آتے ہیں مگر میرے رب نے کہا ہے کہ تیرا ادب کیا جائے اس لیے مَیں ادب کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور اس پتھر کو بوسہ دیا۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 130)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جبکہ آپؐ طائف سے واپس آنے کے بعد جِعْرَانہ میں تھے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! مَیں نے جاہلیت میں مسجد حرام میں ایک روز اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔ آپؐ کا کیا ارشاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جاؤ اور ایک دن کا اعتکاف کرو۔ بہرحال جو جائز نذر ہے وہ کسی بھی زمانے میں ہو اسے پورا کرنا چاہیے۔ یہ سبق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خُمس میں سے ایک لڑکی دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے قیدی آزاد کیے اور حضرت عمرؓ نے ان کی آوازیں سنیں اور وہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے قیدی آزاد کر دیے ہیں تو حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو کہا کہ اے عبداللہ! تم اس لڑکی کے پاس جاؤ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور اسے آزاد کر دو۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر وما یفعل فیہ اذا اسلم، حدیث 4294)

حضرت حُذَیفہؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راز دار کہا جاتا تھا۔ غزوۂ تبوک کے دوران کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت حُذَیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے نیچے اترے تو اُس وقت آپؐ پر وحی نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بیٹھی ہوئی تھی تو وہ کھڑی ہو گئی اور اس نے اپنی مہار کو کھینچنا شروع کر دیا۔ مَیں نے اس کی مہار پکڑ لی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کر بٹھا دیا۔ پھر مَیں اس اونٹنی کے پاس بیٹھا رہا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور مَیں اس اونٹنی کو آپ کے پاس لے گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ تو مَیں نے جواب دیا کہ حُذَیفہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں تمہیں ایک راز سے آگاہ کرنے والا ہوں اور تم اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ مجھے فلاں فلاں شخص کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ایک جماعت کا نام لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جب کوئی شخص فوت ہو جاتا جس شخص کے متعلق حضرت عمرؓ یہ سمجھتے تھے کہ وہ منافقین کی اس جماعت سے تعلق رکھتا ہے تو آپؓ حضرت حُذَیفہؓ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں نماز جنازہ پڑھنے کے لیے ساتھ لے جاتے۔ اگر تو حضرت حُذَیفہؓ آپؓ کے ساتھ چل پڑتے تو حضرت عمرؓ بھی اس شخص کا نماز جنازہ ادا کر لیتے اور اگر حضرت حُذَیفہؓ اپنا ہاتھ حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے چھڑوا لیتے تو حضرت عمرؓ بھی

اس کی نماز جنازہ ترک کر دیتے۔

(السیرۃ الحلبیہ (مترجم) جلد3 نصف اوّل صفحہ 440-441 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی 2009ء)

حضرت عمرؓ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو ظاہراً پورا کرنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ جو صدق اخلاص سے بھر گئے تھے انہوں نے یہ مزہ پایا کہ ان کے بعد خلیفہ ثانی ہوئے۔ غرض اس طرح پر ہر ایک صحابی نے پوری عزت پائی۔ قیصر و کسریٰ کے اموال اور شاہزادیاں ان کے ہاتھ آئیں۔ لکھا ہے ایک صحابی کسریٰ کے دربار میں گیا۔ ملازمان کسریٰ نے سونے چاندی کی کرسیاں بچھوادیں اور اپنی شان وشوکت دکھائی۔ اس نے کہا کہ ہم اس مال کے ساتھ فریفتہ نہیں ہوئے۔ ہم کو تو وعدہ دیا گیا ہے کہ کسریٰ کے کڑے بھی ہمارے ہاتھ آجائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کڑے ایک صحابی کو پہنا دیئے تا کہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 46)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’سونا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں لیکن حضرت عمرؓ نے کسریٰ کے کڑے ایک صحابی کو پہنائے اور جب اس نے ان کے پہننے سے انکار کیا تو اس کو آپؓ نے ڈانٹا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تیرے ہاتھوں میں مجھے کسریٰ کے کڑے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ایک موقعہ پر کسریٰ کا تاج اور اس کا ریشمی لباس جب غنیمت کے اموال میں آیا تو حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو اس لباس اور اس تاج کے پہننے کا حکم دیا اور جب اس نے پہن لیا تو آپ رو پڑے اور فرمایا: چند دن ہوئے کسریٰ اس لباس کو پہن کر اور اس تاج کو سر پر رکھ کر ملک ایران پر جابرانہ حکومت کرتا تھا اور آج وہ جنگلوں میں بھاگا پھر رہا ہے۔ دنیا کا یہ حال ہوتا ہے۔ اور یہ حضرت عمرؓ کا فعل ظاہر بین انسان کو شاید درست معلوم نہ ہو کیونکہ ریشم اور سونا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں لیکن ایک نیک بات سمجھانے اور نصیحت کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو چند منٹ کے لئے سونا اور ریشم پہنا دیا۔ غرض اصل شئے تقویٰ اللہ ہے احکام سب تقویٰ اللہ کے پیدا کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر تقویٰ اللہ کے حصول کے لئے کوئی شئے جو بظاہر عبادت معلوم ہوتی ہے چھوڑنی پڑے تو وہی کار ثواب ہوگا۔‘‘ (ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب، انوارالعلوم جلد3 صفحہ 28)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب میں مجھے دکھایا گیا کہ میں ایک کنویں پر کھڑا ڈول سے جو چرخی پر رکھا ہوا تھا پانی کھینچ کر نکال رہا ہوں۔ اتنے میں ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچ کر اس طور سے نکالے کہ ان کو کھینچنے میں کمزوری تھی اور اللہ ان کی کمزوری پر پردہ پوشی کرے گا اور ان سے درگزر فرمائے گا۔ پھر عمر بن خطابؓ آئے اور وہ ڈول بڑے ڈول میں بدل گیا تو میں نے کوئی شہ زور نہیں دیکھا جو ایسا حیرت انگیز کام کرتا ہو جیسا عمرؓ نے کیا۔ اتنا پانی نکالا کہ لوگ سیر ہو گئے اور اپنے اپنے ٹھکانوں پر جا بیٹھے۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب مناقب عمر بن الخطاب……حدیث 3682)

حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے۔ ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ اس اثنا میں میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا اور مَیں نے اتنا پیا کہ مَیں نے اس کی طراوت کو اپنے ناخنوں سے پھوٹتے ہوئے دیکھا۔

پھر مَیں نے اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمر بن خطابؓ کو دیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہؐ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم۔ (صحیح البخاری کتاب العلم باب فضل العلم حدیث: 82)

حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ ’’فضل العلم سے اس جگہ مراد علم کی فضیلت نہیں بلکہ علم کا بچا ہوا حصہ۔ فضیلت علم کے متعلق الگ باب باندھا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا اور اس کی تعبیر سے نیز ان واقعات سے جن سے کہ اس رؤیا کی تصدیق ہوئی یہ استدلال کرنا مقصود ہے کہ دنیاوی فتوحات اور عظمت جو مسلمانوں کو حضرت عمرؓ کے ذریعہ سے نصیب ہوئی وہ علم نبوی کا ایک بچا ہوا حصہ تھا جو حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ آپ کی اس جامع حیثیت کے مجمع البحرین (دنیوی اور اخروی بہبودی کے علوم کا جامع) کہا گیا ہے……امام بخاریؒ نے سیاست کو العلم میں شمار کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل راستی لائے جو انسان کے حسنات الدارین پر حاوی ہے جیسا کہ مسیحؑ نے آپؐ کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ ’’جب وہ روح حق آئے گی تو کامل سچائی لائے گی۔‘‘ (یوحنا باب 16 آیت 12-13) حضرت عمرؓ کے واقعات کا مطالعہ کرنے سے اس بچے ہوئے دودھ کی حقیقت کا پتہ چل سکتا ہے جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے پیا۔‘‘ (صحیح البخاری ترجمہ وتشریح از سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جلد1 صفحہ 156-157)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے خواب کی حالت میں دودھ کا پیالہ ملنے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد علم ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد23 صفحہ 467)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: مَیں سویا ہوا تھا مَیں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے پیش کیے گئے ہیں اور انہوں نے قمیصیں پہنی ہوئی ہیں تو ان میں سے بعض کی قمیصیں چھاتیوں تک پہنچتی ہیں اور ان میں سے بعض اس کے نیچے تک اور عمرؓ بھی میرے سامنے پیش کیے گئے انہوں نے قمیص پہنی ہوئی تھی جس کو وہ گھسیٹ رہے تھے۔ صحابہ نے کہا آپؐ نے اس سے کیا مراد لی تو آپؐ نے فرمایا: دین۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب مناقب عمر بن خطاب……حدیث 3691)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر مختلف صحابہ کی خصوصیات بیان فرماتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ میری امت میں سے اللہ کے دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ باب خباب حدیث 154)

حضرت مالک بن مِغْوَل سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے کیونکہ یہ زیادہ آسان ہے۔ یا فرمایا تمہارے حساب کے لیے زیادہ آسان ہے اور اپنے نفس کو تولو قبل اس کے کہ تمہیں تولا جائے اور سب سے بڑھ کر بڑی پیشی کے لیے تیاری کرو۔ یَوۡمَئِذٍ تُعۡرَضُوۡنَ لَا تَخۡفٰی مِنۡکُمۡ خَافِیَۃٌ یعنی اس دن تم پیش کیے جاؤ گے کوئی مخفی رہنے والی تم سے مخفی نہیں رہے گی۔

(اسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد4 صفحہ 161 مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

حضرت حسنؓ کبھی حضرت عمرؓ کا ذکر کرتے تو فرماتے۔ اللہ کی قسم! اگرچہ وہ پہلے اسلام لانے والوں میں سے نہیں تھے اور نہ ہی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والوں میں سب سے زیادہ افضل تھے لیکن وہ دنیا سے بے رغبتی میں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے معاملے میں سختی میں لوگوں پر غالب تھے اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل جلد 11 صفحہ 120 حدیث 32546 مکتبۃ الرشد ناشرون الریاض 2004ء)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضرت عمر بن خطابؓ اسلام لانے میں ہم سے مقدم نہ تھے لیکن مَیں نے جان لیا کہ آپ کس چیز میں ہم سے افضل تھے۔ آپؓ ہمارے مقابلے میں سب سے زیادہ زاہد اور دنیا سے بے رغبت تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل جلد 11 صفحہ 121 حدیث 32548 مکتبۃ الرشد ناشرون الریاض 2004ء)

ہِشام بن عُروۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ شام تشریف لائے تو آپؓ کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ وہ ایک موٹی اور سُنْبُلَانِی قمیص تھی۔ سُنْبُلَانِی ایسی قمیص جو اتنی لمبی ہو کہ زمین کے ساتھ لگ رہی ہو اور اس طرح کی قمیص روم کی طرف بھی منسوب کی جاتی ہے۔ بہرحال آپؓ نے اس قمیص کو اَذرِعَا تیا اَیْلَہ والوں کی طرف بھیجا۔ اَیلہ شام کی طرف ایک شہر ہے اور شام کے ساتھ بحیرہ قلزم کے ساحل پر واقع ایک شہر ہے۔ بہرحال راوی کہتے ہیں کہ پس اس نے اس قمیص کو دھویا اور اس میں پیوند لگا دیا اور حضرت عمرؓ کے لیے قُبْطُری قمیص بھی تیار کر دی۔ قُبْطُرِی کَتَّانْ سے بنا ہوا سفید باریک کپڑا ہوتا ہے۔ پھر ان دونوں قمیصوں کو لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور آپؓ کے سامنے قُبْطُری قمیص پیش کی۔ حضرت عمرؓ نے اس قمیص کو پکڑا اور اس کو چھوا اور فرمایا: یہ زیادہ نرم ہے اور اس کو اسی آدمی کی طرف پھینک دیا اور فرمایا: مجھے میری قمیص دے دو کیونکہ وہ قمیصوں میں سے پسینہ کو زیادہ چوسنے والی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب البعوث والسرایا جلد 11 صفحہ 580-581 حدیث 34427 مکتبۃ الرشد ناشرون الریاض 2004ء) (تاج العروس زیر مادہ سنبل) پھٹی ہوئی جو تم نے مرمت کی ہے وہی بہتر ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو اس وقت دیکھا جب آپؓ امیر المومنین تھے کہ آپؓ کے کندھوں کے درمیان قمیص میں تین چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضرت عمرؓ کے کندھوں کے درمیان قمیص میں چار چمڑے کے پیوند دیکھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد3 صفحہ 249 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1990ء)

بہرحال حضرت عمرؓ کا یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

اس وقت میں ایک مرحوم کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جنازہ بھی انشاءاللہ جمعہ کی نماز کے بعد پڑھاؤں گا۔ یہ ذکر ہے ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب کا جو فضل عمر ہسپتال میں ڈاکٹر تھے۔ گذشتہ دنوں ستّر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کو مختلف عوارض تو تھیں لیکن بہرحال ایک دم ان کی طبیعت خراب ہوئی اور اس کے بعد پھر بگڑ گئی اور ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

ڈاکٹر صاحب کے خاندان میں احمدیت ان کے والد کے کزن سید فخر الاسلام صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے آئی تھی لیکن ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب کے والد غلام مجتبیٰ صاحب نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں 1938ء میں بیعت کی اور احمدی ہوئے تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کی تحریک فرمائی تو ڈاکٹر تاثیر کے والد ڈاکٹر غلام مجتبیٰ صاحب کراچی میں سول سرجن کے طور پر کام کر رہے تھے تو اس تحریک پر انہوں نے وہاں سے پنشن لی اور وقف کر کے 1970ء میں افریقہ چلے گئے اور 1999ء تک وہاں گھانا میں، نائیجیریا میں، سیرالیون میں خدمات سرانجام دیں۔ ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب نے بھی اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد میڈیسن کی۔ کچھ دیر دو سال کے قریب فوج میں کام کیا۔ پھر سول ہسپتال کراچی میں کام کیا۔ پھر جناح ہسپتال کراچی میں کچھ عرصہ کام کیا اور 1982ء میں انہوں نے تین سال کے لیے وقف کیا تو ان کو گھانا بھجوا دیا گیا۔ وہاں ایک ٹیچی مان ہسپتال ہے یہ وہاں رہے۔ یہ پھراَو سے کورے (Asokore) ہسپتال میں ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ یہ ہسپتال ان کے والد نے ہی شروع کیا تھا۔ انہوں نے اپنے والد کے ساتھ تین سال کام کیا اور ان سے ہی سرجری بھی سیکھی، وہ بڑے اچھے سرجن تھے۔ گھانا میں ڈاکٹر تاثیر صاحب کو تقریباً تئیس سال خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد سترہ سال فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ اس طرح کل تقریباً چالیس سال کا عرصہ ان کو خدمت کی توفیق ملی۔

ان کی شادی سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ کی بیٹی امۃ الرؤوف سے ہوئی۔ صاحبزادی امۃ الحکیم حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔ ان کی بیٹی میری بہو بھی ہے۔

ان کی اہلیہ امۃ الرؤوف کہتی ہیں کہ جب مَیں بیماری کے دنوں میں ان سے ملنے گئی ہوں تو انہوں نے کہا کہ حضور کو سلام کہنا۔ مجھے سلام بھجوایا اور کہتی ہیں اس دفعہ ایسا رنگ تھا کہ مجھے لگا جیسے کوئی الوداعی سلام کہہ رہے ہیں۔ پھر لکھتی ہیں کہ گھانا میں ایک دفعہ بہت سخت بیمار ہو گئے۔ بڑی تکلیف میں رات گزری اور بڑی خطرناک حالت تھی۔ فجر کے وقت کہنے لگے کسی نے سلام کیا ہے دیکھو کون ہے؟ میں نے کہا دروازہ بند ہے کوئی اندر نہیں آسکتا۔ ایک گھنٹے کے بعد پھر مجھے انہوں نے کہا کہ مجھے سلام کی آواز آئی ہے۔ کسی نے سلام کیا ہے۔ اور اس کے بعد پھر اللہ کے فضل سے ان کی طبیعت بہتر ہونا شروع ہوئی اور ٹھیک ہو گئے۔ اس کے بعد کہتی ہیں میں نے ان کے لیے دعا بھی کی تو اس طرح گھانا میں مجھے یہی بتایا گیا کہ ان کی عمر لمبی ہوگی۔ کہتی ہیں کہ بہت عاجز، بےنفس اور بےضرر انسان تھے۔ کبھی کسی کی برائی اور غیبت یا شکایت نہیں کی۔ اگر کوئی کر بھی رہا ہوتا تو بالکل خاموش رہتے۔

ڈاکٹر صاحب کے بھائی لکھتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ مریضوں کو چھٹی کے بعد بھی چیک کر رہے ہوتے تھے اور کہتے یہ تھے کہ باقی ڈاکٹر کیونکہ کم دیکھتے ہیں اور مریض ہسپتال میں آتے ہیں تو بجائے اس کے کہ یہ مریض اسی طرح بغیر علاج کے واپس چلے جائیں تو اس لیے مَیں دیکھ لیتا ہوں اور باقی ڈاکٹروں کا بوجھ بھی اپنے اوپر لے لیتا ہوں۔ بہت شریف النفس اور کم گو شخصیت کے مالک تھے۔ سیکورٹی کا عملہ اور ہسپتال کے کارکنان نے بتایا کہ ہمیشہ مسکرا کر حال پوچھا کرتے اور گزرتے۔ عموماً مریضوں سے خاص طور پر احمدیوں سے ان کا بہت زیادہ حسن سلوک ہوتا تھا اور اگر کوئی ہسپتال کے وقت کے علاوہ پاس آجاتا تو عموماً فیس لیے بغیر ہی معائنہ کیا کرتے تھے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ کے پرنسپل مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ

بعض موقعوں پر ان کے ساتھ بیٹھنے کی توفیق ملی اور بہت کم گو انسان تھے۔ بڑی نرمی سے اور شگفتگی سے اور محبت سے اور عجز و انکسار سے بات کرتے تھے اور کہتے ہیں ایسی عاجزی اور انکساری اور سادگی مَیں نے کسی میں نہیں دیکھی۔ کہتے ہیں ہسپتال میں بھی لوگوں سے، غریب لوگوں سے بھی مَیں نے سنا ہے اور ایسے ایسے واقعات سنے ہیں کہ رشک آتا تھا اور خوشی بھی ہوتی تھی کہ ہسپتال میں ایسے ڈاکٹر موجود ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب مریضوں کو دیکھ لیتے تھے بلکہ بعض دفعہ ہسپتال کا وقت ختم ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب اٹھ کر باہر چلے گئے۔ اپنے کمرے سے باہر نکل رہے تھے تو پھر کوئی مریض آ گیا تو کہتے ہیں اس کو واپس اپنے کمرے میں اس طرح لے کے آتے تھے جیسے اسی کا انتظار کر رہے ہوں۔ غریب پروری بہت زیادہ تھی۔

جب میں 2004ء میں افریقہ کے دورے پہ گیا ہوں تو اطہر زبیر صاحب یہاں جرمنی کے چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ ہیں وہ کہتے ہیں کہ گھانا میں بھی اور باقی جگہوں پر بھی ڈاکٹر صاحب میرے ساتھ دورے پہ رہے ہیں۔ بینن بھی گئے تھے۔ اطہر زبیر صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی ایک عورت پہ نظر پڑی جو کچھ بے چین سی نظر آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ اس سے پوچھو کیا وجہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں تو خلیفۃ المسیح کو ملنے آئی ہوں۔ جو کچھ میرے پاس تھا وہ میں نے خرچ کر دیا ہے۔ واپسی کے پیسے میرے پاس نہیں تو ڈاکٹر صاحب نے کہا اچھا! اس کو تیس ہزار فرانک سیفا دے دو۔ کہتے ہیں اس وقت اس زمانے میں یہ تقریباً ایک مہینے کی ایک عام آدمی کی تنخواہ کے برابر رقم تھی جو ڈاکٹر صاحب نے فوراً ادا کر دی۔

حنیف محمود صاحب بھی لکھتے ہیں کہ انتہائی میانہ روی اور انکساری نظر آتی تھی۔ واقفین کے ساتھ بہت پیار اور محبت کا سلوک کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کی اہلیہ بیمار ہوئیں تو ان کا علاج کیا بلکہ کہتے ہیں کہ ہم ویسے مشورے کے لیے گئے تھے دکھانے تو گئے نہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ پرچی؟ ہم نے کہا پرچی نہیں بنی تو فوری طور پہ اپنے مددگار کو بلایا اور اپنی جیب سے سو روپیہ نکال کے اس کو دیا کہ جا کے ان کی پرچی بنوا کے لے آؤ اور ہمارے کہنے کے باوجود بھی پیسے نہیں لیے۔ لکھتے ہیں کہ معصوم چہرے کے ساتھ انسان کے روپ میں ایک چلتا پھرتا فرشتہ تھے۔ خاموش طبع وجود تھے اور مسجد مبارک میں بھی نماز پڑھنے آتے تو بڑی خاموشی کے ساتھ آتے اور لمبی نمازیں ادا کرتے۔

ڈاکٹر مظفر چودھری صاحب جو یورالوجسٹ ہیں یہاں یوکے میں رہتے ہیں۔ یہ بھی وہاں وقف عارضی پہ جاتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں خاموش طبع، نہایت شفیق، ہمدرد انسان تھے۔ نئی چیزیں سیکھنے کا بہت شوق تھا تا کہ لوگوں کی مدد کر سکیں اور کہتے ہیں جب بھی میں وقف عارضی پہ گیا تو آپ کے دفتر میں بیٹھتا تھا اور آپ اپنی کرسی پہ مجھے بٹھاتے تھے اور باوجود میرے زور دینے پر کہ آپ اپنی جگہ بیٹھیں آپ دوسری جگہ جا کے بیٹھ جاتے تھے۔

وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ لقمان صاحب کہتے ہیں کہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ مالی قربانی کا خاص شغف رکھتے تھے۔ کہتے ہیں جب سے پاکستان میں آئے ہیں تحریک جدید کا چندہ ہر سال اول وقت میں اعلان ہونے کے فوراً بعد خود آ کر دفتر مال اول میں جمع کروا دیتے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ڈاکٹری ان کا پیشہ تھا لیکن ہمیشہ انسانیت کی خدمت ان کا مطمح نظر معلوم ہوتا تھا۔ اگر ضرورت پڑے تو یہ نہیں ہے کہ ایلوپیتھک کے علاوہ کوئی دوسرا علاج قابل قبول نہیں ہے ہومیوپیتھک علاج بھی کر دیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر نعیم صاحب جو آج کل اوسوکورے (Asokore) ہسپتال کے انچارج ہیں، وہ کہتے ہیں کہ بطور انچارج مشنری ڈاکٹر اوسوکورے (Asokore) میں اکیس سال خدمات بجالاتے رہے اور کہتے ہیں آج ان کی وفات کی خبر سن کے بہت سارے لوگ اس قصبے کے بھی اور اس علاقے کے بھی آئے اور ان کا تعلق ڈاکٹر صاحب کے ساتھ تھا۔ سارے بہت رنجیدہ تھے اور خاص طور پر تعزیت کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب بہت سادہ طبیعت، کم گو اور اپنے کام میں مگن رہنے والے غریب پرور اور نہایت مہمان نواز شخصیت کے حامل تھے۔ اسی طرح ان کو دنیاوی علم کے ساتھ جماعتی کتب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کا بھی گہرا لگاؤ تھا۔ پھر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے احمدیہ ہسپتال اوسوکورے (Asokore) میں بلاشبہ سرجری کے میدان میں بہت بہترین خدمات انجام دیں جس کا پھل آج بھی ہم ان مریضوں کی صورت میں دیکھتے ہیں جو مغربی افریقہ کے مختلف ممالک سے اس ہسپتال میں علاج اور شفا کی غرض سے آتے ہیں اور اپنی سادہ افریقن زبان میں مجتبیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ تاثیر مجتبیٰ ان کا نام تھا تو ڈاکٹر مجتبیٰ کے نام سے جانے جاتے تھے۔ ان کے والد بھی یہاں کچھ سال رہے ہیں۔ اسی نام سے پھر یہ نام آگے بھی چلتا رہا۔ انہوں نے ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں ایک خوبصورت مسجد بھی بنوائی۔

بہرحال ڈاکٹر صاحب ایک بے نفس اور خدمتِ خلق کرنے والے انسان تھے اور اپنے پیشے کو انہوں نے اسی کام کے لیے استعمال کیا۔ ان کے والد صاحب میں اور ان میں مَیں نے یہ خصوصیت خود بھی دیکھی ہے کہ غریب مریضوں کو علاج کے علاوہ مفت دوائی کے ساتھ خوراک کے لیے بھی رقم دے دیتے تھے بلکہ انڈے اور دودھ منگوا کے رکھتے تھے جو مریضوں کو دیتے تھے کہ تمہاری کمزوری دور کرنے کے لیے ضروری ہے۔ دوائیاں بھی مفت دیتے تھے۔ ساتھ خوراک بھی مفت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ استعمال کرو تا کہ تمہاری صحت ٹھیک ہو۔

ڈاکٹر غلام مجتبیٰ صاحب نے بھی گھانا میں بڑی خدمت کی ہے لیکن ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ نے اس کام کو اَور بھی آگے بڑھایا اور میں خود بھی کئی گھانیوں سے، ان لوگوں سے واقف ہوں جو ان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ بہرحال انہوں نے حقیقی وقف کی رو سے خدمات سرانجام دیں اور واقفین زندگی کے لیے جب بھی وہ جاتے تو خاص طور پر ان کو دیکھتے، ان کا علاج کرتے اور اپنے گھر مہمان بھی ٹھہراتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جب دورے پر گئے ہیں تو انہوں نے بھی ان کے ہاں قیام فرمایا تھا اور مہمان نوازی ان کی ایک خاص خصوصیت تھی۔

حنیف صاحب نے لکھا ہے کہ ایک فرشتہ تھے۔ یقیناً ایک چلتا پھرتا فرشتہ تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے۔ درجات بلند کرے۔ مہمان نوازی کے ضمن میں مَیں یہ بھی کہہ دوں کہ مہمان نوازی بھی مرد اسی وقت کر سکتا ہے جب گھر کی عورت بھی کر رہی ہو تو ان کی بیوی بھی، اہلیہ بھی بہت مہمان نواز ہیں، خدمت کرنے والی تھیں۔ ان کی عمر اور صحت کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت ڈالے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے اور وہ بھی اپنی ماں کی خدمت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

اور یا جو مسلمان سیّد عبد القادر جیلانی کی پوجا کرتے ہیں یا جو شاہ مدار یا سخی سرور کو پوجتے ہیں وہ کیا کریں اور کیا اب یہ تمام فرقے دُعائیں نہیں کرتے؟ (دافع البلاء رُوحانی خزائن جلد 18، صفحہ 223)

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ میاں شمس الدین کے مناسب حال نہیں ان کے مناسب حال یہ آیت ہے وَمَا دُعَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ○

میاں شمس الدین نے آیت اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ کے حوالہ سے مسلمانوں کو تحریک کی تھی کہ جب وہ اضطرار سے دعا کریں گے تو ان کی دعا قبول ہو گی۔ اس کا پُر لطف جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ لکھی ہے اور اس سے قبولیت دُعا کی اُمید کی ہے، یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور اگر میاں شمس الدین کہیں کہ پھر ان کے مناسب حال کون سی آیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے کہ مَا دُعَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ○ (دافع البلاء رُوحانی خزائن جلد 18، صفحہ 231)

انجمن حمایت کے ممبروں کو چیلنج کہ لاہور کے طاعون سے محفوظ رہنے کا اشتہار دیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب دافع البلاء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبروں کو چیلنج دیا کہ اگر وہ حق پر ہیں اور اُن کا خدا سے کوئی تعلق ہے تو اشتہار شائع کریں کہ لاہور طاعون سے محفوظ رہے گا۔ جبکہ خدا کی پیشگوئی سے مَیں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ آپؑ نے فرمایا :

میاں شمس الدین اور اُن کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ (ایضاً صفحہ 231)

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو گالیاں دینیوالا انجمن حمایت اسلام لاہور کا صدر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہم تو اسی دن سے اس انجمن سے نومید ہو گئے جبکہ اس نے اس بے انتہا صلح کاری کی بنیاد ڈالی کہ ایک شخص حضرت ابوبکرؓ اور حضرت فاروقؓ کو سبّ و شتم کرنیوالا اسکا پریذیڈنٹ ہو سکتا ہے اور ایسا ہی اُسکے مقابل پر فرقہ بیاضیہ کا بھی کوئی شخص ممبر ہونیکا حق رکھتا ہے جو حضرت علیؓ کو بُرے الفاظ اور توہین اور گالی سے یاد کرتا ہے۔ کیا ایسے اصولوں پر اس انجمن کیلئے ممکن تھا کہ درحقیقت راستی کی پابندی کر سکتی؟ (البلاغ رُخ، جلد 13، صفحہ 416)

انجمن کو دین کیطرف توجہ نہیں، اسکا ایک ممبر بھی طالب حق بنکر مسیح موعودؑ کے پاس نہیں آیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اندھوں اور نابیناؤں کو کیا خبر ہے کہ کس عظمت کی حد تک یہ سلسلہ پہنچ گیا ہے اور کیسے طالب حق لوگ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا کے مصداق ہو رہے ہیں۔ پھر کیا سبب ہے کہ یہ انجمن باوجود اپنی اس مختصر حیثیت اور کمزور زندگی کے آفتاب پر تھوک رہی ہے؟ کیا یہی سبب نہیں کہ ان لوگوں کو دین کی طرف توجہ نہیں۔ باوجودیکہ دُور دُور سے صدہا آدمی آ کر ہدایت پاتے جاتے ہیں مگر اس انجمن کا ایک ممبر بھی اب تک ہمارے پاس نہیں آیا کہ تا حق کے طالبوں کی طرح ہم سے ہمارے دعوے کے وجوہات دریافت کرے۔ کیا یہ دینداری کی علامت ہے کہ ایک شخص ان کے درمیان کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی متابعت کے لئے تمہیں وصیت کی گئی ہے اور ان میں سے اُس کی کوئی آواز نہیں سنتا؟ اور نہ دعوے کو ردّ کر سکتے ہیں اور نہ بغض کی وجہ سے قبول کر سکتے ہیں۔ کیا یہ اسلام ہے؟ (ایضاً صفحہ 422)

یہ لوگ خدا کے الزام کے نیچے ہیں کہ حمایت کا دعویٰ کر کے سب سے پہلے منکر ہو گئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: انجمن حمایت اسلام لاہور جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کا مال لیتی ہے کیا یہ لوگ خیر خواہ اسلام ہیں؟ کیا یہ لوگ صراط مستقیم کی حمایت کر رہے ہیں؟ کیا ان کو یاد ہے کہ اسلام کن مصیبتوں کے نیچے کچلا گیا اور دوبارہ تازہ کرنے کے لئے خدا کی عادت کیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان کے اسلامی حمایت کے دعوے کسی قدر قابلِ قبول ہو سکتے لیکن اب یہ لوگ خدا کے الزام کے نیچے ہیں کہ حمایت کا دعویٰ کر کے جب آسمان سے ستارہ نکلا تو سب سے پہلے منکر ہو گئے۔ (کشتی نوح، رُوحانی خزائن جلد 19، صفحہ 8)

انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے حمایتیوں نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو الزامات لگائے اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب اور آپؑ کا پُر شوکت انعامی چیلنج ہم انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

ہمیں اپنے عہد بیعت کو نبھانے کیلئے، اپنے انصار اللہ کے عہد کو نبھانے کیلئے، اس عظیم کام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننے کیلئے، اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس عظیم کام کو سرانجام دینے کیلئے میدان میں اترنا ہوگا، تبھی ہم حقیقی انصار اللہ کہلا سکتے ہیں

’’سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے‘‘ (حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

حقیقی انصار اللہ کے معیار کی بابت بصیرت افروز بیان

حضور انور کے خطاب کے ساتھ اسلام آباد میں نَوتعمیر شدہ ایم ٹی اے سٹوڈیو کا افتتاح

اختتامی خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے فرمودہ 08/ستمبر 2021ء

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ۔ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ۔

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ انبیاء کو بھی جب مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (آل عمران:53) یعنی کون ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے میں میرے مددگار ہوں، کہنا پڑا تو اس لیے کہ عظیم اور بڑے کاموں کو چلانے کے لیے مددگاروں کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ قانونِ قدرت ہے کہ جو کام بہت سے لوگوں کے کرنے کا ہو اسے احسن رنگ میں کرنے کے لیے بہت سے لوگ چاہئیں اور ایک آدمی نہیں کر سکتا اور باوجود اس کے کہ انبیاء توکّل کے اعلیٰ معیار پر ہوتے ہیں، تحمل اور مجاہدات کے اعلیٰ معیار پر ہوتے ہیں وہ اسی قانون قدرت کے مطابق مددگاروں کو بلاتے ہیں۔ (ماخوذ از براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 59-60)

پس آپ جو اپنے آپ کو انصار اللہ کہتے ہیں اس بات کو ہر وقت سامنے رکھیں کہ انصار اللہ تبھی کہلا سکتے ہیں جب اس زمانے کے امام، اللہ تعالیٰ کے فرستادے، مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے صرف نام کے انصار اللہ نہ ہوں بلکہ اس روح کو سمجھتے ہوئے نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ (آل عمران:53) کا نعرہ لگائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تکمیلِ اشاعت دین کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا ہے یعنی تبلیغِ اسلام کا عظیم کام آپؑ کے سپرد کیا گیا ہے اور یہی کام کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد سے توقع کی ہے اور انصار اللہ کو سب سے بڑھ کر اس کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھنا چاہیے۔ پس ہمیں اپنے عہد بیعت کو نبھانے کے لیے، اپنے انصار اللہ کے عہد کو نبھانے کے لیے، اس عظیم کام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننے کے لیے، اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لیے میدان میں اترنا ہوگا، تبھی ہم حقیقی انصار اللہ کہلا سکتے ہیں۔ صرف منہ سے دعویٰ کر دینا کہ ہم انصار اللہ ہیں کافی نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں اپنے جائزے بھی لینے ہوں گے کہ کس طرح ہم اس عظیم کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی حالتوں کو دیکھنا ہوگا کہ کیا وہ اس معیار کی ہیں جو بڑے بڑے کام سرانجام دینے کے لیے ہونی چاہئیں اور جس کی اس وقت دین کو ضرورت ہے۔

دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں تعلق باللہ میں بھی ترقی کرنی ہوگی، تقویٰ میں بھی ترقی کرنی ہوگی، اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش بھی کرنی ہوگی، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پوری طرح کاربند رہنے کے لیے بھی کوشش کرنی ہوگی۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نے اپنی حالتوں میں وہ تبدیلی پیدا کر لی ہے یا اس تبدیلی کے پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ضروری ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننے کے لیے ضروری ہے۔ اگر نہیں تو ہمارا نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ بے مقصد اور بے بنیاد ہے۔ ہم میں سے بعض کا تو یہ حال ہے کہ خدام الاحمدیہ کی ابتدائی عمر کے خدام مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ اگر ہمارے بڑے قابل اصلاح ہیں تو ہمیں اس کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ جہاں یہ بات خوش کن ہے کہ ہمارے نوجوانوں میں یہ سوچ پیدا ہو رہی ہے کہ ہمارے بڑوں کے تقویٰ کے معیار وہ نہیں جو ہونے چاہئیں اور ہم اس کی اصلاح کس طرح کر سکتے ہیں وہاں قابلِ فکر اور قابلِ شرم ہے ان لوگوں کے لیے جو بجائے نوجوانوں کے لیے نمونہ بننے کے ان کو فکرمند کر رہے ہیں۔ پھر کس منہ سے ہم نعرہ لگا سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے مددگار ہیں۔ پس ایسے لوگوں کے لیے بہت سوچنے کا مقام ہے۔ ہمیں بہت گہرائی میں جا کر اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار کس طرح بن سکتے ہیں۔

پس ہر ایک اپنے اندر کا جائزہ لے اور تلاش کرے کہ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں ہمیں اس معیار کو حاصل کرنے کے لیے اپنے اندرونے کو کھنگالنا ہوگا، اپنے اندر جھانکنا ہوگا تبھی ہمیں پتہ چلے گا کہ کس قسم کے احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات سامنے رکھنا چاہتا ہوں جن سے ہمیں ان معیاروں کا پتہ چلے جو ہم نے حاصل کرنے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں ’’اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحبِ اغراض ہوتے ہیں۔‘‘ یعنی ان کی کوئی ذاتی غرضیں ہوتی ہیں۔ ’’اگر اغراض پورے ہو گئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان۔ لیکن اگر اس کے مقابلہ میں صحابہؓ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔‘‘ فرمایا کہ ’’ہماری بیعت تو بیعتِ توبہ ہی ہے لیکن ان لوگوں کی بیعت تو سر کٹانے کی بیعت تھی۔‘‘ میری بیعت کی ہے تم نے تو یہ اس لیے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ نیکیوں کو قائم کریں گے، ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کو دنیا میں پھیلائیں گے اور اپنی حالتوں کو بدلیں گے لیکن جو پرانے لوگ تھے، صحابہ تھے، انہوں نے جو بیعت کی تھی وہ زمانہ تو ایسا تھا جب ظلموں کی انتہا تھی اور جنگیں بھی ہو رہی تھیں، جنگیں ٹھونسی جاتی تھیں اور سر کٹوائے جاتے تھے۔ فرمایا کہ ’’ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال ومتاع، عزت وآبرو اور جان ومال سے دستکش ہو جاتے تھے گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور اس طرح پر ان کی کُل امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں۔ ہر قسم کی عزت وعظمت اور جاہ وحشمت کے حصول کے ارادے ختم ہو جاتے تھے۔ کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہوں گے۔ یہ باتیں ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ تو ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہو جاتے تھے اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے یہاں تک کہ جان تک دینے کو آمادہ رہتے تھے۔ ان کی اپنی تو یہی حالت تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا اور ان کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا ہزار چند کر دیا۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 397-398)

یہ تو ایک احمدی کا معیار ہے جو بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوتا ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے توقع رکھ رہے ہیں لیکن جو لوگ اپنے آپ کو انصار اللہ کہتے ہیں ان کا کیا معیار ہونا چاہیے خود ہی ہمیں اپنے جائزے لینے ہوں گے۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ ’’لوگ حقیقتِ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں۔‘‘ پتہ ہی نہیں کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ ’’اسلام میں حقیقی زندگی ایک موت چاہتی ہے جو تلخ ہے لیکن جو اس کو قبول کرتا ہے آخر وہی زندہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ انسان دنیا کی خواہشوں اور لذتوں کو ہی جنت سمجھتا ہے حالانکہ وہ دوزخ ہے اور سعید آدمی خدا کی راہ میں تکالیف کو قبول کرتا ہے اور وہی جنت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا فانی ہے اور سب مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں آخر ایک وقت آ جاتا ہے کہ سب دوست، آشنا، عزیز واقارب جدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت جس قدر ناجائز خوشیوں اور لذتوں کو راحت سمجھتا ہے وہ تلخیوں کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہیں۔ سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے۔‘‘ بہت مشکل کام ہے۔ بہت محنت کرنی پڑتی ہے اس کے لیے۔ فرمایا کہ ’’متقی کے لیے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔

مَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا۔ وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ (الطلاق:3-4)

پس خوشحالی کا اصول تقویٰ ہے لیکن حصولِ تقویٰ کے لئے نہیں چاہیے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں۔ تقویٰ اختیار کرنے سے جو مانگو گے ملے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم وکریم ہے۔ تقویٰ اختیار کرو جو چاہو گے وہ دے گا۔ جس قدر اولیاء اللہ اور اقطاب گذرے ہیں انہوں نے جو کچھ حاصل کیا تقویٰ ہی سے حاصل کیا۔ اگر وہ تقویٰ اختیار نہ کرتے تو وہ بھی دنیا میں معمولی انسانوں کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے۔ دس بیس کی نوکری کر لیتے یا کوئی اور حرفہ یا پیشہ اختیار کر لیتے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوتا۔ مگر آج جو عروج ان کو ملا اور جس قدر شہرت اور عزت انہوں نے پائی یہ سب تقویٰ ہی کی بدولت تھی۔ انہوں نے ایک موت اختیار کی اور زندگی اس کے بدلہ میں پائی۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 106-107)

انصار اللہ کی عمر تو ایسی عمر ہے کہ جس میں اگلی زندگی کا سفر زیادہ واضح نظر آتا ہے اور آنا چاہیے۔ جتنی عمر بڑھتی ہے موت اتنی ہی قریب ہوتی جاتی ہے۔ اس میں ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں پھر میں کہوں گا اس کا اندازہ ہم خود ہی سوچ کر لگا سکتے ہیں۔ پھر انسانی پیدائش کے مقصد کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’ایسے بنو کہ تا تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں۔ وہ عمروں کو بڑھا بھی سکتا ہے مگر ایک وہ شخص جس کا عمر پانے سے مقصد صرف ورلی دنیا ہی کے لذائذ اور حظوظ ہیں اس کی عمر کیا فائدہ بخش ہو سکتی ہے؟ اس میں تو خدا کا حصہ کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنی عمر کا مقصد صرف عمدہ کھانے کھانے اور نیند بھر کے سونے اور بیوی بچوں اور عمدہ مکان کے یا گھوڑے وغیرہ رکھنے یا عمدہ باغات یا فصل پر ہی ختم کرتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔‘‘ وہ انہی کی عبادت کرتا ہے، اللہ کی عبادت تو نہیں کرتا۔ ’’اس نے تو اپنا مقصود ومطلوب اور معبود صرف خواہشاتِ نفسانی اور لذائذِ حیوانی ہی کو بنایا ہوا ہے مگر خدا تعالیٰ نے انسان کے سلسلۂ پیدائش کی علت غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے۔

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57)

پس حصر کر دیا ہے کہ صرف صرف عبادتِ الٰہی مقصد ہونا چاہیے۔‘‘ محدود کر دیا ہے، انسان کو پابند کر دیا ہے کہ عبادت الٰہی تمہارا مقصد ہونا چاہیے ’’اور صرف اسی غرض کے لیے یہ سارا کارخانہ بنایا گیا ہے۔ برخلاف اس کے اَور ہی اَور ارادے اور اَور ہی اَور خواہشات ہیں۔‘‘ لیکن عموماً کیا ہوتا ہے اس کے بالکل برخلاف ہو رہا ہے اور مختلف ارادے ہیں اور مختلف خواہشات ہیں۔ فرمایا ’’بھلا سوچو تو سہی کہ ایک شخص ایک شخص کو بھیجتا ہے کہ میرے باغ کی حفاظت کر۔ اس کی آبپاشی اور شاخ تراشی سے اسے عمدہ طور کا بنا اور عمدہ عمدہ پھول، بیل بوٹے لگا کہ وہ ہرا بھرا ہو جاوے۔ شاداب اور سرسبز ہو جاوے مگر بجائے اس کے وہ شخص آتے ہی جتنے عمدہ عمدہ پھل پھول اس میں لگے ہوئے تھے ان کو کاٹ کر ضائع کر دے یا اپنے ذاتی مفاد کے لیے فروخت کر لے اور ناجائز دست اندازی سے باغ کو ویران کر دے تو بتاؤ کہ وہ مالک جب آوے گا تو اس سے کیسا سلوک کریگا؟‘‘ پس انصار اللہ کا کام تو باغ کی نگہداشت کرنا ہے۔ باغوں کے پھل پھول کی حفاظت

کرنا ہے۔ باغوں کی نوجوان کلیوں کو سنبھالنا ہے نہ کہ ان میں یہ احساس پیدا کرنا کہ ہمارے بڑے غلطی کر رہے ہیں۔ پس بہت سوچنے کا مقام ہے۔ ’’خدا نے تو بھیجا تھا کہ عبادت کرے اور حق اللہ اور حق العباد کو بجالاوے مگر یہ آتے ہی بیویوں میں مشغول، بچوں میں محو اور اپنے لذائذ کا بندہ بن گیا اور اس اصل مقصد کو بالکل بھول ہی گیا۔ بتاؤ اس کا خدا کے سامنے کیا جواب ہوگا؟‘‘ فرمایا ’’دنیا کے یہ سامان اور یہ بیوی بچے اور کھانے پینے تو اللہ تعالیٰ نے صرف بطور بھاڑہ کے بنائے تھے جس طرح ایک یکہ بان چند کوس تک ٹٹو سے کام لے کر جب سمجھتا ہے کہ وہ تھک گیا ہے‘‘ اس کے ٹانگے کا گھوڑا تھک گیا ہے۔ ’’اسے کچھ نہاری اور پانی وغیرہ دیتا ہے اور کچھ مالش کرتا ہے تا اس کی تھکان کا کچھ علاج ہو جاوے اور آگے چلنے کے قابل ہو اور درماندہ ہو کر کہیں آدھ میں ہی نہ رہ جائے اس سہارے کے لئے اسے نہاری دیتا ہے۔ سو یہ دنیوی آرام اور عیش اور بیوی بچے اور کھانے کی خوراکیں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھاڑے مقرر کئے ہیں کہ تا وہ تھک کر اور درماندہ ہو کر بھوک سے پیاس سے مر نہ جاوے اور اس کے قویٰ کے تحلیل ہونے کی تلافی مافات ہوتی جاوے۔ پس یہ چیزیں اس حد تک جائز ہیں کہ انسان کو اس کی عبادت اور حق اللہ اور حق العباد کے پورا کرنے میں مدد دیں۔‘‘ دنیاوی چیزیں اس لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کیے جائیں، بندوں کے حق ادا کیے جائیں، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کیا جائے، اپنے مقصد پیدائش کو پہچانا جائے ’’ورنہ اس حد سے آگے نکل کر وہ حیوانوں کی طرح صرف پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد بنا کر مشرک بناتی ہیں اور وہ اسلام کے خلاف ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است تُو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است‘‘ کہ کھانا تو جینے اور یاد خداوندی کے لیے ہے۔ تُو صرف یہی سمجھتا ہے کہ زندگی محض کھانے کے لیے ہے؟ نہیں! فرمایا کہ ’’مگر اب کروڑوں مسلمان ہیں کہ انہوں نے عمدہ عمدہ کھانے کھانا عمدہ عمدہ مکانات بنانا اعلیٰ درجہ کے عہدوں پر ہونا ہی اسلام سمجھ رکھا ہے۔ مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اصلی معلوم کرے اور پھر اس کے مطابق کام کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ (الفرقان:78) خدا کو تمہاری پرواہی کیا ہے اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور اس سے دعائیں نہ مانگو۔ یہ آیت بھی اصل میں پہلی آیت وَ مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57) ہی کی شرح ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ انسانی خلقت سے صرف عبادت ہے تو مومن کی شان نہیں کہ کسی دوسری چیز کو عین مقصود بنالے۔ حقوقِ نفس تو جائز ہیں مگر نفس کی بے اعتدالیاں جائز نہیں۔‘‘

نفس کے حق جائز ہیں، ادا کرو، کرنے چاہئیں لیکن حد سے بڑھ کے نہیں۔ ’’حقوق نفس بھی اس لئے جائز ہیں کہ تا وہ درماندہ ہو کر رہ ہی نہ جائے۔ تم بھی ان چیزوں کو اسی واسطے کام میں لاؤ۔ ان سے کام اس واسطے لو کہ یہ تمہیں عبادت کے لائق بنائے رکھیں نہ اس لئے کہ وہی تمہارا مقصود اصلی ہوں۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 247-249)

پس یہ ہے معیار جو ہم نے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے اور کوشش کرنی چاہیے۔ اگر زندگی کے اس مقصد کو ہم سمجھ گئے تو ہم حقیقی انصار میں شامل ہو جائیں گے کیونکہ یہی معیار حاصل کرنے والے وہ لوگ ہیں جو نبی کے حقیقی مددگار بن سکتے ہیں۔

پھر یہ بات بیان فرماتے ہوئے کہ عبادت کے معیار ایک حقیقی مومن کے کیا ہونے چاہئیں، عبادت کس طرح کی جائے، آپ علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبتِ ذاتی سے رنگین ہو کر کرو، خلاصہ یہ ہے۔ اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’میں دوزخ اور بہشت پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ حق ہے اور ان کے عذاب اور اکرام اور لذائذ سب حق ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ انسان خدا کی عبادت دوزخ یا بہشت کے سہارے سے نہ کرے بلکہ محبت ذاتی کے طور پر کرے۔ دوزخ بہشت کا انکار مَیں کفر سمجھتا ہوں اور اس سے یہ نتیجہ نکالنا حماقت ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی سے رنگین ہو کر کرے جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے کیا اس امید پر کہ وہ اسے کھلائے گا۔ نہیں بلکہ وہ جانتی ہی نہیں کہ کیوں اس کی پرورش کر رہی ہے یہاں تک کہ اگر بادشاہ اس کو حکم دیدے کہ تُو اگر بچے کی پرورش نہ کرے گی اور اس سے یہ بچہ مر بھی جاوے تو تجھ کو کوئی سزا نہ دی جاوے گی بلکہ انعام ملے گا۔ تو وہ اس حکم سے خوش ہوگی یا بادشاہ کو گالیاں دے گی؟ یہ محبتِ ذاتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے نہ کہ کسی جزا سزا کے سہارے پر۔ محبت ذاتی میں اغراض فوت ہو جاتے ہیں۔‘‘ اگر محبت ذاتی ہو تو پھر کوئی غرض نہیں رہتی ’’اور خدا تو وہ خدا ہے جو ایسا رحیم و کریم ہے کہ جو اس کا انکار کرتے ہیں ان کو بھی رزق دیتا ہے۔ کیا سچ کہا ہے ؎

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری‘‘

دوستوں کو تُو کب محروم کرے جبکہ تُو تو دشمنوں کی بھی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے۔ ’’جب وہ دشمنوں کو محروم نہیں کرتا تو دوستوں کو کب ضائع کر سکتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’حضرت داؤدؑ کا قول ہے کہ میں جوان تھا اب بوڑھا ہو گیا ہوں مگر میں نے متقی کو کبھی ذلیل و خوار نہیں دیکھا۔‘‘

پھر فرماتے ہیں کہ ’’......اصل غرض انسان کی محبتِ ذاتی ہونی چاہیے اس سے جو کچھ اطاعت اور عبادت ہوگی وہ اعلیٰ درجہ کے نتائج اپنے ساتھ رکھے گی۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے مبارک بندے ہوتے ہیں وہ جس گھر میں ہوں وہ گھر مبارک اور جس شہر میں ہوں وہ شہر مبارک۔ اس کی برکت سے بہت سی بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کی ہر حرکت و سکون اس کے درو دیوار پر خدا کی برکت اور رحمت نازل ہوتی ہے۔ میں اسی راہ کو سکھانا چاہتا ہوں، اسی غرض کے لیے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔‘‘ فرمایا ’’یقیناً یاد رکھو کہ پوست کام نہیں آتا بلکہ مغز کی ضرورت ہے۔ لکھا ہے کہ ایک یہودی سے کسی مسلمان نے کہا کہ تُو مسلمان ہو جا۔ کہا کہ میں تیرے قول کو تیرے فعل (کی وجہ سے) نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔‘‘ ایک یہودی سے کسی مسلمان نے کہا کہ تُو مسلمان ہو جا یہودی نے جواب دیا کہ میں تو تیرے قول کو، تیری باتوں کو، تیرے فعل کی وجہ سے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، تُو مجھے کہہ رہا ہے مسلمان ہو جا۔ لیکن جو تیری باتیں ہیں وہ اَور ہیں، تیرا عمل بالکل اَور ہے اور مجھے تو اس چیز سے نفرت ہے، کس بات پر تم مجھے بلا رہے ہو، کس بات کے لیے بلا رہے ہو کہ میں مسلمان ہو جاؤں، کیا تبلیغ مجھے کر رہے ہو؟ کہنے لگا یہودی کہ ’’مَیں نے اپنے بیٹے کا نام خالد رکھا تھا۔‘‘ اب خالد کا مطلب ہے ہمیشہ رہنے والا۔ کہتا ہے ’’حالانکہ شام تک میں اس کو قبر میں دفن کر آیا۔‘‘ اس نام رکھنے کے باوجود وہ زندہ نہیں رہا، شام تک میں نے اس کو دفنا بھی دیا۔ تو ناموں سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ تم نام کے مسلمان کہلاتے ہو، نام کے انصار اللہ کہلاتے ہو تو اس سے تو کچھ نہیں بنے گا جب تک کہ قول و فعل ایک نہیں ہو جاتے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’نام کچھ حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا جب تک کام نہ ہو۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ مغز اور حقیقت کو چاہتا ہے، رسم اور نام کو پسند نہیں کرتا۔ جب انسان سچے دل سے سچے اسلام کی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو اپنی راہیں دکھا دیتا ہے جیسے فرمایا: وَ الَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) خدا تعالیٰ بخیل نہیں اگر انسان مجاہدہ کرے گا تو وہ یقیناً اپنی راہ کو ظاہر کر دے گا۔‘‘ فرمایا کہ ’’......مومن حقیقی مسیح کے وقت وہی ہوگا جو اس کے تابع ہوگا۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 107-109)

اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ وہی مسیح موعود ہونے کا ہے تو پھر اسی طرح ہمیں ان باتوں کی پابندی بھی کرنی ہوگی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں فرمائی ہیں اور وہ کیا ہے؟ خدا اور اسکے رسول کے احکامات پر عمل کرو۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 96-97)

پس اس بات کے بعد ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ہماری حقیقت میں تطہیر ہو گئی ہے؟ کیا ہم نے اپنی زندگیوں کو اتنا پاک کر لیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں یا اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو اب ہم دوسروں کو حقیقی رنگ میں راستہ نہیں دکھا سکیں گے۔ پس ہمیں بڑے خوف سے بڑی دعاؤں اور استغفار کے ساتھ اپنے جائزے لیتے رہنے چاہئیں۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے آپؑ فرماتے ہیں ’’پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے چنانچہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ (الفاتحہ:6) میں تکمیل علمی کی طرف اشارہ ہے اور تکمیل عملی کا بیان صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ:7) میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل اور اتمّ ہیں وہ حاصل ہو جائیں۔ جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے جب تک پورا نشوونما حاصل نہ کرے اس کو پھل پھول نہیں لگ سکتے۔ اسی طرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجود نہیں ہیں وہ ہدایت مردہ ہدایت ہے جس کے اندر کوئی نشوونما کی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ جیسے اگر کسی کو وید کی ہدایت پر پورا عمل کرنے سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ ہمیشہ کی مکتی یا نجات حاصل کر لے گا اور کیڑے مکوڑے بننے کی حالت سے نکل کر دائمی سرور پالے گا تو اس ہدایت سے کیا حاصل۔ مگر قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اعمالِ صالحہ جو قرآنی ہدایتوں کے موافق کئے جاتے ہیں وہ ایک شجرِ طیب کی مثال جو قرآن شریف میں دی گئی ہے، بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں۔‘‘

پس یہ عمل ہونے چاہئیں ہمارے۔ قرآن کریم کے حکموں کی تلاش کریں، جو نواہی اور اوامر ہیں ان کو دیکھیں، جو نہ کرنے والی باتیں ہیں، ان سے رکیں جو کرنے والی باتیں ہیں ان کو اختیار کریں، اپنی حالتوں کو بہتر بنائیں تبھی ہم حقیقی بیعت کا حق ادا کر سکتے ہیں اور تبھی ہم حقیقی رنگ میں انصار اللہ بن کے یہ پیغام دنیا کو پہنچا سکتے ہیں اور دنیا کو سیدھے رستے پہ چلا سکتے ہیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ ان میں پیدا ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 188-189) جو یہ سب کام کرتے ہیں وہ پھر ایسے پھل پیدا کرتے ہیں جس میں ایک خاص قسم کی حلاوت پیدا ہو جاتی ہے۔ ذائقہ پیدا ہو جاتا ہے، ایک عجیب مزہ بن جاتا ہے اس چیز کا۔

پھر عملی حالتوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق ڈھالنے اور اپنے قول و فعل کو ایک کرنے کے بارے میں تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ (العصر:3-4) کی تفسیر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔ ’’مجھے معلوم ہے کہ ایک شخص ایک مولوی کی صحبت کے باعث مسلمان ہونے لگا۔‘‘ باتیں سن سن کے، نیکی کی باتیں سن کے مسلمان ہونے لگا۔ ’’ایک روز اس نے دیکھا کہ وہی مولوی شراب پی رہا تھا تو اس کا دل سخت ہو گیا اور وہ رک گیا۔‘‘ اس نے کہا کہ باتیں تو بڑی اچھی کر رہا ہے، نیکی کی باتیں بتا رہا ہے، شراب کے نقصان مجھے بتا رہا ہے لیکن ایک دن وہ مولوی خود بیٹھا شراب پی رہا ہے۔ اس نے کہا پھر ایسے مذہب سے بچ کے ہی رہنا چاہیے۔ فرمایا ’’غرض تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں۔‘‘ یعنی اپنے عمل جو ہیں اس سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں، صرف باتوں سے نہیں کرتے ’’اور پھر ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے۔ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ یعنی صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔‘‘ اور پھر صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کرتے جاتے ہیں۔ صرف باتوں کے ذریعہ سے تبلیغ نہیں کرنی بلکہ اپنے عمل سے تبلیغ کرنی ہے، اپنے عمل سے

باقی خطاب صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ امت ہرگز برباد نہ ہوگی جس کی ابتداء میں، مَیں ہوں
اور اس کے آخر پر عیسیٰ بن مریم ہوں گے

(کنز العمال، حرف القاف، کتاب القیامۃ، باب خروج المہدی، حدیث: 38671)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ایک مسلمان کا حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے
تو اس کیلئے سمٹ کر بیٹھے (اور اسے جگہ دے)

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الادب، باب القیام الفصل الثالث)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ کے متعلق بعض اعتراضات کا جواب (بقیہ)

اِس بحث کے ختم کرنے سے قبل ایک اور اعتراض کا جواب دینا بھی ضروری ہے جو بعض متعصّب مسیحیوں کی طرف سے حضرت ہاجرہ کے متعلق کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت ہاجرہ محض ایک لونڈی تھیں اور حضرت ابراہیمؑ کی اصل بیوی حضرت سارہ تھیں اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک لونڈی کی اولاد سے ہیں۔ اس اعتراض کے متعلق پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اعتراض محض حسد اور عداوت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے ورنہ ایک ہی منہ سے ایک ہی وقت میں یہ دو اعتراض نہیں نکل سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسلِ اسمٰعیل میں سے نہیں ہیں اور یہ کہ آپ ایک لونڈی کی نسل سے ہیں کیونکہ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ لیکن چونکہ غرض یہ ہے کہ اگر ایک اعتراض نشانہ پر نہ بیٹھے، تو دُوسرا اس کی جگہ لینے کیلئے تیار ہو اس لیے ایک ہی سانس سے یہ گرم و سرد ہوا نکالی جارہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر دو اعتراض غلط اور غیر مؤثر ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسلِ اسمٰعیل میں سے ہونے کی بحث تو اُوپر گذر چکی ہے اور حضرت ہاجرہ کے متعلق اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو کسی یقینی دلیل سے ان کا لونڈی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ عربی نسخوں میں ان کے متعلق عموماً جاریہ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنے لونڈی اور لڑکی ہر دو کے ہیں۔ لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت ہاجرہ کبھی غلامی کی قید میں رہی تھیں تو پھر بھی اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے انہیں اپنے عقد میں لے لیا تو انہیں بیوی کے طور رکھا تھا نہ کہ لونڈی کے طور پر۔ اور اگر محض ایک عرصہ کیلئے قیدِ غلامی میں رہنا قابلِ اعتراض ہے تو ہمارے معترضین کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس داغ سے حضرت سارہ بھی محفوظ نہیں رہیں کیونکہ یہ ثابت ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ مصر میں تشریف لے گئے تو مصر کے بادشاہ نے حضرت سارہ کو حضرت ابراہیمؑ سے چھین کر اپنے حرم میں داخل کر لیا تھا اور پھر اُنہیں کچھ عرصہ کے بعد رہائی نصیب ہوئی تھی۔ اور بنو اسرائیل کے جدِّ امجد حضرت یوسف بن یعقوب کا مصر میں غلام بن کر فروخت ہونا اور ایک عرصہ دراز تک اسی حالت میں زندگی گذارنا تو ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس سے سکولوں کے کم سِن بچے بھی واقف ہیں۔ پس اگر حضرت ہاجرہ کی زندگی کا کوئی حِصّہ قیدِ غلامی میں بسر بھی ہوا تو یہ کوئی طعن کی بات نہیں ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ کا لونڈی ہونا ہی غیر ثابت ہے بلکہ جو بات ثابت ہوتی ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ جب مصر کا بادشاہ اپنے فعلِ شنیع کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور ان کی بیوی سارہ سے مرعوب ہوا تو اس نے نہ صرف حضرت سارہ کو آزاد کر دیا بلکہ اپنے حرم سے ایک شریف اور ہونہار لڑکی بھی حضرت سارہ اور حضرت ابراہیم کے پیش کی اور وُہ لڑکی یہی حضرت ہاجرہ ہیں۔ بائبل اور اسلامی روایات ہر دو میں جس طرح شاہِ مصر کا حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ سے مرعوب ہونا اور اُن کی بزرگی اور قوتِ رُوحانی کا قائل ہونا بیان ہوا ہے، اس سے یہ ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ ہاجرہ خود شاہ مصر کے قریبی عزیزوں میں سے ایک لڑکی ہوں جو اُس نے اپنے اس فعل کی تلافی میں جو حضرت سارہ کے بارے میں اُس سے سرزد ہوا حضرت ابراہیمؑ اور سارہ کی خدمت میں پیش کردی تھی جس کی وجہ سے وہ بعد میں لونڈی قرار دے دی گئی۔ یہ صرف قیاس ہی نہیں ہے بلکہ بعض پرانے محققین نے اسے بطور ایک حقیقت کے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ایک یہودی عالم جس کا نام دبشلوم ہے اپنی تورات کی تفسیر میں یہاں تک لکھتا ہے کہ ہاجرہ خود شاہِ مصر کی اپنی لڑکی تھی جو اس نے سارہ کی کرامت دیکھ کر اس کی خدمت کیلئے پیش کردی تھی۔

الغرض لونڈی ہونے کا الزام بالکل غلط اور نا دُرست ہے، لیکن اگر بالفرض غلامی ثابت بھی ہو تو یقیناً ایسی غلامی کسی داغ کا باعث نہیں ہے کہ ایک بے گناہ شخص کو جبراً اس کی آزادی سے محروم کر کے قید میں ڈال لیا جائے جیسا کہ عموماً اس زمانہ میں ہوتا تھا۔ اگر یہی غلامی ہے تو دُنیا کی کوئی شریف اور آزاد قوم بھی اس غلامی کے داغ سے محفوظ نظر نہیں آتی۔ خود بنی اسرائیل کی قوم ایک بڑے لمبے عرصہ تک یعنی ابتداءً مصر میں اور پھر بابل میں غلامی کی قید میں محبوس رہی ہے۔ مگر یقیناً اِس وجہ سے بنی اسرائیل کے نبی اور بادشاہ غلام زادے نہیں کہلا سکتے اور نہ ہی حضرت سارہ کا شاہِ مصر کے حرم میں عارضی طور پر محبوس رہنا یا حضرت یوسف کا عزیزِ مصر کے گھر میں بطور غلام کے زندگی بسر کرنا کسی اسرائیلی فرزند کیلئے باعثِ طعن سمجھا جاسکتا ہے۔ **فافھم**۔

تعمیر کعبہ

اس ضمنی مگر ضروری بحث کے بعد ہم اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں۔ یہ بتایا جاچکا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدائی حکم کے ماتحت حضرت ہاجرہ اور اُن کے فرزند دلبند کو مکّہ کی وادیٔ غیر ذی زرع میں لاکر آباد کیا اور پھر واپس تشریف لے گئے۔ جب حضرت ابراہیم عرب میں دوبارہ سہ بارہ تشریف لائے تو حضرت ہاجرہ فوت ہوچکی تھیں اور اتفاق سے دونوں دفعہ حضرت اسمٰعیل بھی کہیں باہر گئے ہوئے تھے اور اس وجہ سے باپ بیٹے کی ملاقات نہیں ہوسکی۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ چوتھی دفعہ پھر عرب میں تشریف لائے اور اس دفعہ دونوں نے مل کر مکّہ میں ایک عبادت خانہ کی تعمیر شروع کی۔ یہ عبادت خانہ دراصل بہت پُرانا تھا مگر اس کے نشان مِٹ چکے تھے اور حضرت ابراہیم نے خُدا سے علم پاکر اسے نئے سِرے سے تعمیر کرنے کی تجویز کی تھی۔ حضرت اسمٰعیل تعمیر کے کام میں آپ کے مددگار تھے اور آپ کو پتھر لا لا کر دیتے تھے۔ جب دیواریں کچھ اونچی ہوگئیں تو حضرت ابراہیمؑ نے ایک خاص پتھر لے کر کعبہ کے ایک کونہ میں نصب کیا تا کہ وہ لوگوں کیلئے بطور نشان کے ہو کہ بیت اللہ کا طواف یہاں سے شروع کرنا چاہئے۔ یہ حجرِ اسود ہے جسے حج میں طواف کے وقت مُنہ سے یا ہاتھ کے اشارہ سے بوسہ دیتے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ حجرِ اسود کوئی بالذات مقدس چیز نہیں ہے اور نہ ہی طواف کے وقت اسے بوسہ دینا کسی طرح شِرک سمجھا جاسکتا ہے بلکہ وہ محض علامت کے طور پر ہے اور اصل تقدس صرف ان پاک روایات کو حاصل ہے جو خانہ کعبہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے، تو آپ نے حجرِ اسود کی طرف مُنہ کر کے فرمایا کہ ’’اے پتھر! میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے اور تجھے نفع یا نقصان کی کوئی طاقت حاصل نہیں ہے اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے ہرگز بوسہ نہ دیتا۔‘‘ علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ طواف میں صرف حجرِ اسود والے کونے کو ہی بوسہ نہیں دیا جاتا بلکہ اس کے ساتھ والے دوسرے کونے کو بھی بوسہ دیا جاتا ہے اور باقی دو کونوں کو بوسہ دینا اس لیے ترک کیا جاتا ہے کہ بوجہ حطیم کی جگہ چھوٹ جانے کے وہ اپنی اصلی جگہ پر قائم نہیں رہے۔ اس طرح بھی حجرِ اسود کی کوئی خصوصیت نہیں رہتی۔ غرض حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے مل کر ان گھڑت پتھروں کا ایک بے چھت چوکور کوٹھا تیار کیا جس کی بلندی نو ہاتھ تھی اور طول 32 ہاتھ تھا اور عرض 22 ہاتھ۔ یہی خانہ کعبہ ہے جو آج مرجعِ خلائق ہے۔

دُعائے خلیل

قرآن شریف میں اس تعمیر کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے: اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۝

وَاِذۡ يَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَيۡتِ وَاِسۡمٰعِيۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ۝ رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبۡ عَلَيۡنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ۝ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ۝ ’’بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے فائدہ کی غرض سے خُدا کی عبادت کیلئے بنایا گیا وُہ وہی ہے جو وادیٔ بکّہ میں ہے جو برکت دیا گیا ہے اور ہدایت کا باعث بننے والا ہے سارے جہان کیلئے اور یاد کر جب ابراہیم اور اسمٰعیل اس گھر کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے اُس وقت وُہ اللہ سے دُعائیں کرتے تھے کہ اے ہمارے رب تُو ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول کر۔ بے شک تُو بہت سُننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اے ہمارے رب تُو ہم دونوں کو اپنے فرمانبردار بندے بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمانبردار جماعت پیدا کر اور ہم کو عبادت اور حج کے طریقے بتا اور ہماری طرف رجوع برحمت ہو۔ بے شک تو رحمت کے ساتھ رجوع کرنے والا اور بہت مہربان ہے۔ اے ہمارے رب تو مبعوث کیجیو ان میں اپنا ایک رسول انہی میں سے جو تیری آیات اُن کو سُنائے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک و صاف کرے۔ بے شک تُو غالب اور حکیم ہے۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اِسی دَرد مندانہ دُعا کا نتیجہ تھی چنانچہ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ یعنی مَیں ابراہیم کی دُعا کا ثمرہ ہوں۔

اعلانِ حج

جب کعبہ کی تعمیر مکمل ہوچکی تو ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ کو ارشاد ہوا:

وَطَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ۝ وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ۔ میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے پاک و صاف رکھ اور اعلان کر لوگوں میں کہ وہ اس کے حج کیلئے آئیں۔ وُہ آئیں گے تیرے پاس پیدل چل کر اور دُبلی دُبلی یعنی لمبے لمبے سفر کرنے والی اونٹنیوں پر سوار ہو کر جو ہر دُور دراز رستے سے آئیں گی۔

یہ اعلان کعبۃ اللہ کے مرکز بننے کی بنیاد ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اسکے بعد جلدی ہی کعبہ تمام عرب کا مذہبی مرکز بن گیا اور عرب کے دُور دراز حِصّوں سے اُسکے حج کیلئے لوگ آنے لگے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 74 تا 77، مطبوعہ 2006 قادیان)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام، کا مدّعی سچا مدّعی نہیں ہے

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 167، ایڈیشن 1984ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اروَل (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے، بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 605، ایڈیشن 1988ء)

Courtesy: Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔رضی اللہ عنہ)

(420) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب 26 رمارچ 1891ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ مسیحیت کا اعلانی اشتہار شائع کیا تو اس وقت آپ لدھیانہ میں مقیم تھے اور کئی ماہ تک وہیں مقیم رہے۔ اس جگہ 20 رجولائی 1891ء سے لے کر 29 رجولائی 1891ء تک آپ کا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا مباحثہ ہوا جس کی سرگذشت رسالہ الحق لدھیانہ میں شائع ہو چکی ہے۔ شروع اگست میں آپ لدھیانہ سے چند دن کیلئے امرتسر تشریف لائے اور پھر واپس لدھیانہ تشریف لے گئے۔ امرتسر آنے کی یہ وجہ ہوئی کہ لدھیانہ میں مخالفت کا بہت زور ہو گیا تھا اور لوگوں کے طبائع میں ایک ہیجان کی حالت پیدا ہو گئی تھی کیونکہ مولوی محمد حسین نے مباحثہ میں اپنی کمزوری کو محسوس کر کے لوگوں کو بہت اشتعال دلانا شروع کر دیا اور فساد کا اندیشہ تھا۔ جس پر لدھیانہ کے ڈپٹی کمشنر نے مولوی محمد حسین کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ لدھیانہ سے چلا جاوے اس حکم کی اطلاع جب حضرت صاحب کو پہنچی تو بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ چونکہ یہ امکان ہے کہ آپ کے متعلق بھی ایسا حکم جاری کیا گیا ہو یا جاری کر دیا جاوے اس لئے احتیاطاً لدھیانہ سے چلے جانا چاہئے چنانچہ آپ امرتسر تشریف لے آئے اور ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر کے نام لکھی جس کے جواب میں ڈپٹی کمشنر کی چٹھی آئی کہ آپ کے متعلق کوئی ایسا حکم نہیں دیا گیا کہ آپ لدھیانہ سے چلے جاویں۔ بلکہ آپ کو بمتابعت وملحوظیت قانون سرکاری لدھیانہ میں ٹھہرنے کیلئے وہی حقوق حاصل ہیں جیسے دیگر رعایا تابع قانون سرکار انگریزی کو حاصل ہیں۔ المرقوم 16 راگست 1891ء۔ اس کے بعد آپ پھر لدھیانہ تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہے اور پھر قادیان تشریف لے آئے اسکے کچھ عرصہ بعد آپ پھر لدھیانہ گئے اور وہاں سے دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی چونکہ ان دنوں میں تمام ہندوستان کا علمی مرکز سمجھا جاتا تھا اس لئے آپ کو خیال تھا کہ وہاں اتمام حجت کا اچھا موقعہ ملے گا۔ اور مخالفین نے بھی وہاں مخالفت کا پورا زور ظاہر کر رکھا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہاں جا کر 2 اکتوبر 1891ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں دہلی والوں کو اپنے دعویٰ کی طرف دعوت دی اور اس اشتہار میں مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب کو مباحثہ کیلئے بھی بلایا تا کہ لوگوں پر حق کھل جاوے اور اپنی طرف سے مباحثہ کیلئے تین شرطیں بھی پیش کیں۔ اس کے بعد آپ نے 6 راکتوبر کو ایک اور اشتہار دیا اور اس میں دہلی والوں کے افسوس ناک رویہ کا اظہار کیا اور یہ بھی لکھا کہ چونکہ مولوی عبد الحق صاحب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں ایک گوشہ گزیں آدمی ہوں اور اس قسم کے جلسوں کو جن میں عوام کے نفاق وشقاق کا اندیشہ ہو پسند نہیں کرتا اور نہ حکام کی طرف سے حفظ امن کا انتظام کرواسکتا ہوں اس لئے اب ہم ان سے مخاطب نہیں ہوتے بلکہ مولوی سیّد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہم سے بپابندی شرائط مباحثہ کر لیں۔ اس اشتہار کے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی سید نذیر حسین صاحب نے خفیہ خفیہ مباحثہ کی تیاری کر لی اور پھر خودبخود لوگوں میں مشہور کر دیا کہ فلاں وقت اور فلاں روز فلاں جگہ مباحثہ ہو گا اور عین وقت پر حضرت صاحب کے پاس آدمی بھیجا کہ مباحثہ کیلئے تشریف لے چلئے۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ یہ کہاں کی دیانتداری ہے کہ خودبخود یک طرفہ طور پر بغیر فریق ثانی کی منظوری اور اطلاع کے اور بغیر شرائط کے تصفیہ پانے کے مباحثہ کا اعلان کر دیا گیا ہے اور مجھے عین وقت پر اطلاع دی گئی ہے اور مجھے تو اس صورت میں بھی انکار نہ ہوتا اور میں مباحثہ کیلئے چلا جاتا مگر آپ کے شہر میں مخالفت کا یہ حال ہے کہ سینکڑوں آوارہ گرد بدمعاش میرے مکان کے اردگرد شرارت کی نیت سے جمع رہتے ہیں اور ذمہ دار لوگ انہیں نہیں روکتے بلکہ اشتعال انگیز الفاظ کہہ کہہ کر الٹا جوش دلاتے ہیں۔ پس جب تک میں اپنے پیچھے اپنے مکان اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کا انتظام نہ کر لوں میں نہیں جاسکتا اور علاوہ ازیں ابھی تک جائے مباحثہ اور راستہ میں بھی حفظ امن کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ حضرت صاحب کے اس جواب پر جو سراسر معقول اور شریفانہ تھا دہلی والوں نے ایک طوفان بےتمیزی برپا کر دیا اور شور کرنا شروع کیا کہ مرزا مباحثہ سے بھاگ گیا ہے اور شہر میں ایک خطرناک شور مخالفت کا پیدا ہو گیا اور جدھر جاؤ بس یہی چرچہ تھا اور ہزاروں مفسد فتنہ پرداز لوگ حضرت صاحب کے مکان پر آ آ کر گلی میں شور وپکار کرتے رہتے تھے اور طرح طرح کی بدزبانی اور گالی گلوچ اور طعن وتشنیع اور تمسخر واستہزاء سے کام لیتے تھے اور بعض شریر حملہ کر کے مکان کے اندر گھس آتے اور اپنے شور وغوغا سے آسمان سر پر اُٹھا لیتے تھے۔ اس حالت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 17 راکتوبر 1891ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس کے اندر تمام حالات اور گذشتہ سرگذشت درج کی اور بالآخر لکھا کہ اب میں نے حفظ وامن کا انتظام کر لیا ہے اور جس تاریخ کو مولوی سید نذیر حسین پسند کریں میں ان کے ساتھ مباحثہ کرنے کیلئے حاضر ہو جاؤں گا۔ اور جو فریق اس مباحثہ سے تخلف کرے اس پر خدا کی لعنت ہو اور آپ نے بڑے غیرت دلانے والے الفاظ استعمال کر کے مولوی نذیر حسین کو مناظرہ کیلئے ابھارا چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ 20 راکتوبر 1891ء کو فریقین جامع مسجد دہلی میں جمع ہو کر مسئلہ حیات ممات مسیح ناصری میں بحث کریں اور یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل سن کر مولوی سید نذیر حسین صاحب مجمع عام میں خدا کی قسم کھا جائیں کہ یہ دلائل غلط ہیں اور قرآن شریف اور حدیث صحیح مرفوع متصل کی رو سے مسیح ناصری زندہ بجسم عنصری آسمان پر موجود ہیں اور اسی جسم کے ساتھ زمین پر نازل ہونگے اور پھر اگر ایک سال کے عرصہ کے اندر اندر مولوی صاحب پر خدا کا کھلا کھلا عذاب نازل نہ ہو تو حضرت صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے سمجھے جاویں۔ چنانچہ 20 راکتوبر 1891ء کو ہزارہا لوگ جامع مسجد میں جمع ہو گئے اور شہر میں ایک خطرناک جوش پیدا ہو گیا۔ بعض خدام نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضور لوگوں کی طبائع میں خطرناک اشتعال ہے اور امن شکنی کا سخت اندیشہ ہے۔ بہتر ہے کہ حضور تشریف نہ لے جائیں کیونکہ لوگوں کی نیت بخیر نہیں ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اب تو ہم کسی صورت میں بھی رک نہیں سکتے کیونکہ ہم نے خود دعوت دی ہے اور پیچھے رہنے والے پر لعنت بھیجی ہے پس خواہ کیسی بھی خطرناک حالت ہے ہم خدا کے فضل اور اس کی حفاظت پر بھروسہ کر کے ضرور جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے بعض دوستوں کو مکان پر حفاظت کیلئے مقرر فرمایا اور روانہ ہو گئے اس وقت بارہ آدمی آپ کے ساتھ تھے اور آپ ان کے ساتھ گاڑیوں میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ جب آپ مسجد میں پہنچے تو ہزارہا لوگوں کا مجمع تھا اور ایک عجیب طوفان بےتمیزی کا نظارہ تھا۔ آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ لوگوں کے اس متلاطم سمندر میں سے گذرتے ہوئے مسجد کی محراب میں پہنچے اس وقت لوگ عجیب غیظ وغضب کی حالت میں آپ کی طرف دیکھ رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا اور اگر پولیس کا انتظام نہ ہوتا تو وہ ضرور کوئی حرکت کر گذرتے۔ مگر پولیس کے افسر نے جو ایک یورپین تھا نہایت محنت اور کوشش کے ساتھ انتظام کو قائم رکھا اور کوئی عملی فساد کی صورت نہ پیدا ہونے دی۔ تھوڑی دیر کے بعد مولوی سید نذیر حسین صاحب مع اپنے شاگرد مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد المجید وغیرہ کے پہنچ گئے اور ان کے ساتھیوں نے ان کو مسجد کے ساتھ ایک دالان میں بٹھا دیا۔ اتنے میں چونکہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا نماز شروع ہوئی لیکن چونکہ حضرت صاحب اور آپ کے ساتھی گھر پر نماز جمع کر کے آئے تھے اس لئے آپ نماز میں شامل نہیں ہوئے نماز کے بعد لوگوں نے شرائط کے متعلق گفتگو شروع کر دی اور کہا کہ مباحثہ حیات ممات مسیح ناصری کے مضمون پر نہیں ہونا چاہئے بلکہ مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کے متعلق ہونا چاہئے اور ادھر سے ان کو یہ جواب دیا گیا ہے کہ مضمون کی طبعی ترتیب کو بگاڑنا اچھا نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا جبکہ لوگوں کے دل میں یہ خیالات پختہ طور پر جمے ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں زمین پر نازل ہوں گے تو جب تک یہ مسئلہ صاف نہ ہولے کسی اور مسئلہ کو چھیڑنا یونہی وقت کو ضائع کرنا ہے۔ جس مسند پر بیٹھنے کے حضرت مرزا صاحب مدعی بنتے ہیں جب لوگوں کے نزدیک وہ مسند خالی ہی نہیں ہے اور حضرت عیسیٰؑ اس پر رونق افروز ہیں تو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت پر بحث کرنا فضول ہے۔ کیونکہ کوئی شخص مسیح ناصری کو زندہ مانتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت پر تب بحث ہو سکتی ہے کہ جب پہلے اس مسند کا خالی ہونا ثابت کر لیا جاوے۔ پولیس کا انگریز افسر جو اس موقعہ پر موجود تھا وہ اس بات کو خوب سمجھ گیا اور اس نے بھی لوگوں کو سمجھایا کہ جو بات مرزا صاحب کی طرف سے پیش کی جارہی ہے کہ پہلے مسیح ناصری کی حیات ممات کے مسئلہ پر بحث ہونی چاہئے وہی درست ہے مگر مولویوں نے نہ مانا اور ایک شور پیدا کر دیا۔ اس کے بعد مولوی نذیر حسین صاحب کے قسم کھانے کے متعلق بحث ہوتی رہی مگر اس سے بھی مولویوں نے حیل وحجت کر کے انکار کر دیا اس وقت لوگوں میں ایک عجیب اضطراب اور غیظ وغضب کی حالت تھی۔ اور کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ اور کان پڑی آواز نہیں سُنائی دیتی تھی......

اس موقع پر علیگڑھ کے ایک رئیس اور آنریری مجسٹریٹ محمد یوسف صاحب نے حضرت صاحب کے پاس آ کر کہا کہ لوگوں کے اندر یہ سخت شور ہے کہ آپ کا عقیدہ خلافِ اسلام ہے۔ اگر یہ درست نہیں تو آپ اپنا عقیدہ لکھ دیں تا کہ میں لوگوں کو بلند آواز سے سُنا دوں۔ حضرت صاحب نے فوراً لکھ دیا کہ میں مسلمان ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں اور شریعت قرآنی کو خدا کی آخری شریعت یقین کرتا ہوں اور مجھے کسی اسلامی عقیدہ سے انکار نہیں وغیر ذالک۔ ہاں میرے نزدیک قرآن سے یہ بات ثابت ہے کہ مسیح ناصری جو بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے فوت ہو چکے ہیں۔ محمد یوسف صاحب نے بہت کوشش کی کہ حضرت صاحب کی اس تحریر کو بلند آواز سے سُنا دیں مگر مولویوں نے جن کی نیت میں فساد تھا، سُنانے نہ دیا اور لوگوں میں ایک شور پیدا ہو گیا۔ اور مولویوں کے بہکانے اور اشتعال دلانے سے وہ سخت غیظ وغضب میں بھر گئے جب افسر پولیس نے یہ حالت دیکھی کہ لوگوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے اور وہ اپنے آپ سے باہر ہوئے جاتے ہیں تو اس نے اپنے ماتحت افسر کو حکم دیا کہ فوراً مجمع کو منتشر کر دیا جائے جس پر اس پولیس افسر اور محمد یوسف صاحب آنریری مجسٹریٹ نے بلند آواز سے کہہ دیا کہ کوئی مباحثہ وغیرہ نہیں ہوگا سب صاحب چلے جاویں۔ اور پولیس کے سپاہیوں نے لوگوں کو منتشر کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت سب سے پہلے مولوی نذیر حسین صاحب اور اُن کے شاگرد اور دوسرے مولوی رخصت ہوئے کیونکہ وہ دروازہ کے قریب بیٹھے تھے۔ پس انہوں نے موقع کو غنیمت جانا اور چل دیئے جب زیادہ لوگ مسجد سے نکل گئے تو حضرت صاحب بھی اُٹھ کر باہر تشریف لائے اور بہت سے سپاہی اور پولیس افسر آپ کے اردگرد تھے۔ جب آپ دروازہ شمالی پر آئے تو آپ کے خادموں نے اپنی گاڑیاں تلاش کیں کیونکہ ان کو آنے جانے کا کرایہ دینا کر کے ساتھ لائے تھے اور کرایہ پیشگی دے دیا گیا تھا لیکن معلوم ہوا کہ لوگوں نے ان کے مالکوں کو بہکا کر روانہ کر دیا تھا اور دوسری بھی کوئی گاڑی یکہ ٹمٹم ٹانگہ پاس نہ آنے دیتے تھے۔ اس طرح حضرت صاحب کو قریباً پندرہ منٹ دروازہ پر انتظار کرنا پڑا اور اس اثنا میں لوگوں کے گروہ در گروہ جو مسجد کے باہر کھڑے تھے بلوہ کر کے حضرت صاحب کی طرف آنے لگے۔ افسر پولیس ہوشیار تھا اس نے حضرت صاحب سے کہا کہ آپ فوراً میری گاڑی میں بیٹھ کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہو جائیں کیونکہ لوگوں کا ارادہ بد ہے چنانچہ حضرت صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب دونوں اس گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے اور باقی لوگ بعد میں پیدل مکان پر پہنچے۔ اس موقع پر حضرت صاحب کے ساتھ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور سید امیر علی شاہ صاحب اور غلام قادر صاحب فصیح اور محمد خان صاحب کپورتھلوی اور حکیم فضل دین صاحب بھیروی اور پیر سراج الحق صاحب اور چھ اور دوست تھے۔

(باقی آئندہ)

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

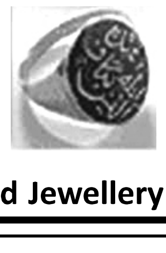

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

جنت صرف عیش وطرب کی جگہ نہیں بلکہ نہایت قابل قدر اور ایک روحانی مقام ہے

اگر چہ جنت کی نعمتوں کے نام دنیاوی چیزوں جیسے رکھے گئے ہیں لیکن ان سے مراد روحانی نعمتیں ہیں نہ کہ کوئی جسمانی اشیاء

اُخروی زندگی کی نعمتوں کو دنیاوی نام لوگوں کو سمجھانے اور ان کی طرف انہیں راغب کرنے کیلئے دیے گئے ہیں

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 16)

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ بعض آزاد خیال اور نام نہاد حقوق نسواں کی علمبردار خواتین کا اسلام کے خلاف ایک اعتراض یہ ہے کہ قرآن کریم واحادیث میں مردوں کو جنت میں ملنے والی نعماء از قسم شراب، مختلف الانواع کھانے اور عورتوں کے ملنے کا وعدہ ہے، جبکہ اس دنیا میں جو شخص ان چیزوں کو استعمال کرے وہ بُرا انسان کہلاتا ہے۔ اسی طرح یہ وعدے صرف مردوں کیلئے ہیں اور عورتیں اس دنیا میں جو کچھ بھی کرلیں ان کیلئے ایسا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ اس بارے میں تفصیلی جواب کی درخواست ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 22/مارچ 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات اسلام کی نہایت خوبصورت تعلیم سے کلیۃً ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے اسلام مخالفین تو اسلام کی تعلیم کو نہ جاننے کی وجہ سے ایسے اعتراضات کرتے ہیں لیکن افسوس اور تکلیف کی بات یہ ہے کہ بہت سے مسلمان کہلانے والے لوگ بھی چونکہ صرف نام کے مسلمان ہوتے ہیں اور قرآن وحدیث میں بیان مذہبی تعلیم کا حصول ضروری نہیں سمجھتے اور مادی دنیا ان کے دل ودماغ پر اس طرح حاوی ہوتی ہے کہ اسی کی چمک دمک کے پیچھے اپنی ساری زندگی گنوا دیتے ہیں اور زندگی کے اصل مقصد اور مدعا ''عبودیت خداوندی'' کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور اخروی زندگی کی نہایت مصفیٰ اور پاکیزہ نعماء کو بھی اسی دنیوی زندگی کے میلے کچیلے آئینہ میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے پھر اس قسم کے اعتراضات ان کے دلوں میں جنم لیتے ہیں۔

قرآن کریم میں بیان جنت کی نعماء کو تمثیل کے رنگ میں جہاں اس دنیا کی مختلف اشیاء کے ناموں سے بیان کیا گیا ہے وہاں جنت کی ان نعماء کو ہر قسم کی آلائش اور بداثر سے پاک بھی قرار دیا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم نے جنت میں ملنے والی مختلف اقسام کی شراب ہائے طہور کوئی ناموں اور کیفیتوں کے ساتھ بیان کیا ہے جو عقل، نشاط اور عشق الٰہی پیدا کرتی ہیں۔ خوشبودار، معطر اور پاک ہیں۔ اور جو لوگ انہیں پیتے ہیں وہ ناقابل بیان روحانی نشہ سے مسرور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ الصافات میں فرمایا:

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ○ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ○ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ○ (الصافات: 46 تا 48) یعنی (چشموں کے) پانیوں سے بھرے ہوئے گلاس ان کے پاس لائے جائیں گے۔ نہایت شفّاف، پینے والوں کیلئے سراسر لذت۔ ان (مشروبات) میں نہ کوئی نشہ ہوگا اور نہ وہ ان کے اثر سے عقل کھو بیٹھیں گے۔

سورۃ الواقعہ میں فرمایا: يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ○ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ○ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ○ (الواقعہ: 18 تا 20) یعنی ان کے پاس خدمت کیلئے کثرت سے نوعمر لڑکے آئیں گے جو کہ ہمیشہ اپنی نیکی پر قائم رکھے جائیں گے۔ کٹورے اور صراحیاں اور شفاف پانی سے بھرے ہوئے پیالے لئے ہوئے۔ اسکے اثر سے نہ وہ سردرد میں مبتلا کئے جائیں گے، نہ بہکی بہکی باتیں کریں گے۔

سورۃ الدھر میں فرمایا: اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا

فرمایا: وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا

پھر فرمایا: وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا

(الدھر: 6، 18، 22)

یعنی خدا کے نیک بندے ایسے پیالے پیئیں گے جن میں کافور کی خاصیت ملائی گئی ہوگی۔ اور (مومنوں) کو ان (جنتوں) میں ایسے گلاسوں سے پانی پلایا جائے گا جن میں سونٹھ ملی ہوئی ہوگی۔ ان کا ربّ انہیں پاک کرنے والی شراب پلائے گا۔

سورۃ المطففین میں فرمایا: يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ○ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ○ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ○ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ○ (المطففین: 26 تا 29) یعنی انہیں خالص سربمہر شراب پلائی جائے گی۔ اس کے آخر میں مشک ہوگا۔ اور چاہئے کہ خواہش رکھنے والے (انسان) ایسی (ہی) چیز کی خواہش کریں۔ اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ (ہماری مراد اس) چشمہ (سے) ہے جس سے مقرب لوگ پیئیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنت کی شراب کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''شراب صافی کے پیالے جو آب زُلال کی طرح مصفّٰی ہوں گے بہشتیوں کو دیئے جائیں گے۔ وہ شراب ان سب عیبوں سے پاک ہوگی کہ دردسر پیدا کرے یا بیہوشی اور بدمستی اس سے طاری ہو۔ بہشت میں کوئی لغو اور بیہودہ بات سننے میں نہیں آئے گی اور نہ کوئی گناہ کی بات سنی جائے گی بلکہ ہر طرف سلام سلام جو رحمت اور محبت اور خوشی کی نشانی ہے سننے میں آئے گا...... اب ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ وہ بہشتی شراب دنیا کی شرابوں سے کچھ مناسبت اور مشابہت نہیں رکھتی بلکہ وہ اپنی تمام صفات میں ان شرابوں سے مبائن اور مخالف ہے اور کسی جگہ قرآن شریف میں یہ نہیں بتلایا گیا کہ وہ دنیوی شرابوں کی طرح انگور سے یا قندسیاہ اور کیکر کے چھلکوں سے یا ایسا ہی کسی اور دنیوی مادہ سے بنائی جائے گی بلکہ بار بار کلام الٰہی میں یہی بیان ہوا ہے کہ اصل تخم اس شراب کا محبت اور معرفت الٰہی ہے جس کو دنیا سے ہی بندہ مومن ساتھ لے جاتا ہے اور یہ بات کہ وہ روحانی امر کیونکر شراب کے طور پر نظر آجائے گا۔ یہ خدائے تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے جو عارفوں پر مکاشفات کے ذریعہ سے کھلتا ہے اور عقلمند لوگ دوسری علامات وآثار سے اس کی حقیقت تک پہنچتے ہیں۔''

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 156-157)

اسی طرح جنت میں ملنے والے جوڑوں کی پاکیزگی کو بھی صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ وہ نہایت پاک اور نیک ساتھی ہوں گے جنہیں بیش قیمت موتیوں کی طرح خیموں میں چھپا کر رکھا گیا ہوگا انہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی جن و انس نے مَس تک نہیں کیا ہوگا۔ اور سب سے اہم بات یہ فرمائی کہ

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ (سورۃ الطور: 21) یعنی ہم جنتیوں کو ان نہایت خوبصورت ساتھیوں کے ساتھ بیاہ دیں گے۔

پس جنت صرف عیش وطرب کی جگہ نہیں بلکہ نہایت قابل قدر اور ایک روحانی مقام ہے۔ اگرچہ جنت کی نعمتوں کے نام دنیاوی چیزوں جیسے رکھے گئے ہیں لیکن ان سے مراد روحانی نعمتیں ہیں نہ کہ کوئی جسمانی اشیاء۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی دولتمند شخص کسی عالم سے کہے کہ میرے پاس مال ہے تو وہ عالم اپنے کتب خانہ کی طرف اشارہ کرکے کہے کہ میرے پاس تم سے بھی بڑھ کر خزانہ ہے۔ اس جواب کا یہ مطلب ہرگز نہ ہوگا کہ ان کتابوں میں روپیہ بھرا ہوا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جس چیز کو تم خزانہ کہتے ہو اس سے زیادہ فائدے والی چیز میرے پاس موجود ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر میں اسی قسم کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اوّل تو یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن کریم نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ اگلے جہان کے انعامات کا سمجھنا انسانی عقل سے بالا ہے پس اس دنیا کی زندگی سے اُخروی زندگی کا قیاس کرنا درست نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (السجدہ: 18) یعنی کوئی انسان بھی اس کو نہیں سمجھ سکتا کہ ان کیلئے اگلے جہان میں کیا کیا نعمتیں مخفی رکھی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے بارہ میں جو کچھ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے وہ تمثیلی زبان میں ہے اور اس سے وہ مفہوم نکالنا درست نہیں جو اس دنیا میں اسی قسم کے الفاظ سے نکالا جاتا ہے ...... جب قرآن کریم نے یہ کہا کہ مومنوں کو وہ جنتیں ملیں گی جن میں سایہ دار درخت اور نہریں اور نہ خراب ہونے والا دودھ اور نہ سڑنے والا پانی اور موم اور آلائش سے پاک شہد اور نشہ نہ دینے والی بلکہ دل کو پاک کرنے والی شراب ہوگی تو اس سے ان کے اعتراض کا جواب اس رنگ میں دیا کہ جن چیزوں کو تم نعمت سمجھتے ہو وہ حقیقی مومنوں کو ملنے والے انعامات سے ادنیٰ ہیں۔ جن نہروں کو تم نعمت سمجھتے ہو ان کا پانی تو سڑ جاتا ہے مومنوں کو وہ نہریں ملیں گی جن کا پانی سڑنے والا نہ ہوگا۔ اور جن باغوں کو تم نعمت خیال کرتے ہو وہ اصل نعمت نہیں اصل نعمت تو وہ باغ ہیں جو کبھی برباد نہ ہوں گے اور وہ مومنوں کو ملیں گے۔ جس شراب کو تم نعمت سمجھتے ہو اس کی مومنوں کو ضرورت نہیں وہ شراب تو گندی اور عقل پر پردہ ڈالنے والی شئے ہے۔ مومنوں کو تو خدا وہ شراب دے گا جو عقل کو تیز کرنے والی اور پاکیزگی بڑھانے والی ہوگی۔ اور جس شہد پر تم کو ناز ہے اس میں تو آلائش ہوتی ہے خدا تعالیٰ مومنوں کو وہ شہد دے گا جو ہر آلائش سے پاک ہوگا۔ اور جن ساتھیوں پر تم کو ناز ہے وہ نعمت نہیں کیونکہ وہ گندے ہیں۔ مومنوں کو اللہ تعالیٰ وہ ساتھی دے گا جو پاک ہوں گے۔ جن پھلوں پر تم کو ناز ہے وہ تو ختم ہو جاتے ہیں مومنوں کو تو وہ پھل ملیں گے جو کبھی ختم نہ ہوں گے اور ہر وقت اور خواہش کے مطابق ملیں گے۔ یہ مضمون ایسا واضح ہے کہ ہر شخص جو تعصب سے خالی ہو کر غور کرے اسکے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے اور اسکے لطیف اشارہ کو پاسکتا ہے مگر جو متعصب ہو یا جاہل۔ اس کا علاج تو کوئی ہے ہی نہیں ...... خلاصہ یہ کہ قرآن کریم میں جن باغوں اور نہروں اور پھلوں اور جس دودھ اور شہد اور شراب کا ذکر آتا ہے وہ اس دُنیا کے باغوں اور نہروں اور پھلوں سے بالکل مختلف ہیں اور وہاں کا دودھ اور شہد اور شراب اس دُنیا کے دودھ اور شہد اور شراب سے بالکل مختلف ہے اور قرآن کریم نے ان امور کی خود ایسی تشریح فرما دی ہے کہ اسکے بعد اس امر میں شک کرنا محض تعصب کا اظہار ہے اور یہ محاورات چونکہ پہلی کتب میں بھی موجود ہیں اس لئے ان آیات میں کوئی ایسی بات نہیں جس کا سمجھنا لوگوں کیلئے مشکل ہو۔''

(تفسیر کبیر، جلد اوّل، صفحہ 241 تا 246)

پھر اُخروی زندگی کی ان نعمتوں کو یہ دنیاوی نام بھی لوگوں کو سمجھانے اور ان کی طرف انہیں راغب کرنے کیلئے دیے گئے ہیں۔ کیونکہ مذہب ہر قسم کے لوگوں کیلئے ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی چیزوں کو جن کا سمجھنا لوگوں کیلئے مشکل ہو ضروری ہوتا ہے کہ انہیں ایسے الفاظ میں بیان کیا جائے کہ انہیں ہر سطح کے لوگ سمجھ جائیں اور ہر درجے کے لوگ ان سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ اس حکمت کو مدنظر رکھ کر قرآن کریم نے اُخروی زندگی کی نعماء کیلئے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو ہر قسم کے لوگوں کیلئے ان کی عقل اور درجے کے مطابق تشفی کا موجب ہوں۔ پھر کفار چونکہ مسلمانوں کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ یہ لوگ خود بھی ہر قسم کی نعمتوں سے محروم ہیں اور ہم سے بھی یہ سب نعمتیں چھڑوانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُخروی زندگی کی نعمتوں کو ان کے ذہن کے

ارشاد باری تعالیٰ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

(سورۃ الاحزاب: 24)

ترجمہ: مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

قریب کرنے کیلئے ان دنیوی اشیاء کا نام دے دیا جن کو وہ نعمت سمجھتے تھے اور انہی چیزوں کے نام لے کر بتایا کہ مومنوں کو یہ سب کچھ حاصل ہوگا۔ ورنہ قرآن و حدیث میں یہ مضمون خوب کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ جنت میں ایسی نعماء ہوں گی جنہیں پہلے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا ہوگا اور نہ کسی کے دل میں ان کے متعلق کبھی کوئی خیال گزرا ہوگا۔ ہاں صرف وہ نیک اور پارسا لوگ جو اس دنیا میں رہتے ہوئے ان دنیوی آلائشوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے روحانی پروازیں کرنے والے ہوں گے انہیں اسی دنیا میں ان نعمتوں کا مزا چکھا دیا جائے گا اور ایسے لوگ جب جنت میں ان نعماء کو اپنی پوری کیفیت کے ساتھ پائیں گے تو برملا پکار اٹھیں گے کہ هٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ (البقرۃ:26) یعنی یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں اس سے پہلے بھی دیا گیا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُخروی زندگی کی اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ (السجدۃ:18) یعنی کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کیلئے مخفی ہیں۔ سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا۔ اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔

اس آیت کی شرح میں جو ابھی میں نے ذکر کی ہے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اس کی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دلوں میں کبھی گذریں۔ حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور کانوں سے بھی سنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گذرتی ہیں۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ اور رسول اس کا ان چیزوں کو ایک نرالی چیزیں بتلاتا ہے تو ہم قرآن سے دور جا پڑتے ہیں اگر یہ گمان کریں کہ بہشت میں بھی دنیا کا ہی دودھ ہوگا جو گائیوں اور بھینسوں سے دوہا جاتا ہے۔ گویا دودھ دینے والے جانوروں کے وہاں ریوڑ کے ریوڑ موجود ہوں گے۔ اور درختوں پر شہد کی مکھیوں نے بہت سے چھتے لگائے ہوئے ہوں گے اور فرشتے تلاش کر کے وہ شہد نکالیں گے اور نہروں میں ڈالیں گے کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں جس میں یہ آیتیں موجود ہیں کہ دنیا نے ان چیزوں کو کبھی نہیں دیکھا اور وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت بڑھاتی ہیں اور روحانی غذائیں ہیں۔ گو ان غذاؤں کا تمام نقشہ جسمانی رنگ پر ظاہر کیا گیا ہے مگر ساتھ ساتھ بتایا گیا ہے کہ ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 397-398)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں: ’’اسلامی بہشت کی یہی حقیقت ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظل ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں جو باہر سے آکر انسان کو ملے گی بلکہ انسان کی بہشت انسان کے اندر ہی سے نکلتی ہے اور ہر ایک کی بہشت اُسی کا ایمان اور اُسی کے اعمال صالحہ ہیں جن کی اِسی دنیا میں لذت شروع ہو جاتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ نظر آتے ہیں۔ اور نہریں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کی پاک تعلیم ہمیں یہی بتلاتی ہے کہ سچا اور پاک اور مستحکم اور کامل ایمان جو خدا اور اس کی صفات اور اسکے ارادوں کے متعلق ہو وہ بہشت خوش نما اور بارآور درخت ہے اور اعمال صالحہ اس بہشت کی نہریں ہیں۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 390)

باقی جہاں تک آپ کے سوال کے اس حصہ کا تعلق ہے کہ اخروی زندگی میں صرف مردوں سے انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے عورتوں سے ایسا کوئی وعدہ نہیں۔ یہ سوال بھی اسلامی تعلیمات سے لاعلمی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ قرآن و حدیث میں جگہ جگہ جہاں نیک اور صالح مردوں کو ان اُخروی انعامات کا وارث قرار دیا گیا ہے وہاں نیک اور صالحہ خواتین کو بھی ان انعامات کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ نَقِیۡرًا (النساء:125) یعنی اور جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورتیں مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر (بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح فرمایا: مَنۡ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَهَا ۚ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ یُرۡزَقُوۡنَ فِیۡهَا بِغَیۡرِ حِسَابٍ (المومن:41) یعنی جو برا عمل کرے گا۔ اس کو اسی کے مطابق نتیجہ ملے گا اور جو کوئی ایمان کے مطابق عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ایمان میں سچا ہو وہ اور اسکے ہم مشرب لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کو اس میں بغیر حساب کے انعام دیا جائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اسی امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’پہلی قوموں نے مردوں کے متعلق بے شک قوانین تجویز کئے تھے مگر عورتوں کے حقوق کا انہوں نے کہیں ذکر نہیں کیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے یہ تعلیم دی کہ جیسے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں کے ذمہ ہیں۔

وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں، اسی طرح عورتوں کے بھی بہت سے حقوق ہیں جو مردوں کو ادا کرنے چاہئیں۔ پھر ہر شعبۂ زندگی میں عورت کی ترقی کے راستے آپ نے کھولے۔ اسے جائداد کا مالک قرار دیا۔ اسکے جذبات اور احساسات کا خیال رکھا۔ اس کی تعلیم کی نگہداشت کی۔ اس کی تربیت کا حکم دیا اور پھر فیصلہ کر دیا کہ جس طرح جنت میں مرد کیلئے ترقیات کے غیر متناہی مراتب ہیں اسی طرح جنت میں عورتوں کیلئے بھی غیر متناہی ترقیات کے دروازے کھلے ہیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 26 ؍نومبر 1937ء مطبوعہ الفضل 4 ؍دسمبر 1937ء صفحہ 5)

ایک اور موقع پر حضورؓ نے فرمایا: ’’قرآن کریم کو شروع سے آخر تک پڑھ کر دیکھ لو تمام مسائل، احکام اور انعامات میں عورت اور مرد دونوں کا ذکر ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جاتا ہے کہ نیک مرد تو ساتھ ہی کہا جاتا ہے نیک عورتیں۔ اگر کسی جگہ ذکر ہے کہ عبادت کرنے والے مرد تو ساتھ ہی یہ ذکر ہوگا کہ عبادت کرنے والی عورتیں۔ پھر اگر یہ ذکر ہے کہ جنت میں مرد جائیں گے تو ساتھ ہی یہ ذکر ہوگا کہ جنت میں عورتیں بھی جائیں گی۔ مرد کی اگر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں ہیں اور وہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام پر رکھا جاتا ہے تو اُس کی بیوی جس کی نیکیاں اُس مقام کے مناسب حال نہیں اپنے خاوند کی وجہ سے اسی مقام میں رکھی جائیں گی۔ اسی طرح اگر عورت اعلیٰ نیکیوں کی مالک ہے اور ان کی وجہ سے وہ جنت میں اعلیٰ مقام پر رکھی جاتی ہے تو اس سے ادنیٰ نیکیاں رکھنے والا خاوند بھی اس کی وجہ سے اُسی مقام پر رکھا جائے گا۔‘‘ (خطاب ارشاد فرمودہ 31 ؍جولائی 1950ء مطبوعہ الفضل ربوہ 14 ؍نومبر 1962ء صفحہ 4)

اسلام کی رو سے خواتین کی ذمہ داریاں اور ان کے اس دنیا میں حقوق اور اُخروی زندگی میں ملنے والے انعامات کے موضوع پر میں نے بھی مختلف جلسوں میں مستورات سے خطابات کیے ہیں۔ جلسہ سالانہ جرمنی 2019ء میں بھی میں نے مستورات سے اسی موضوع پر خطاب کیا تھا، اسے بھی دیکھ لیں۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)
(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11 ؍جون 2021)

......☆......☆......☆......

حضور ہر احمدی سے بے مثال محبت کرتے ہیں جس کی نظیر دنیا کے کسی لیڈر میں نہیں ملتی

مَیں نے حضور کے چہرے پر نور دیکھا، آپ کے انداز گفتگو میں پدرانہ شفقت محسوس ہوئی، مَیں نے قریب سے خلافت کی نعمت کو محسوس کیا

جرمنی میں آباد عرب احمدیوں کی
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات

مورخہ 4 ؍اپریل بروز اتوار جرمنی میں رہائش پذیر عرب قومیتوں سے تعلق رکھنے والے 56 ؍احمدی احباب نے بیت السبوح میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات کی ان کا تعلق ملک شام، لبنان، یمن، الجزائر، فلسطین، مصر اور مراکش سے تھا۔ ان میں سے 33 احمدی لمبا سفر طے کر کے بیت السبوح پہنچے تھے۔

سب سے پہلے تلاوت قرآن کریم ہوئی جو ملک شام سے تعلق رکھنے والے احمدی دوست Mosab Shweri نے کی۔ بعدہ مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب مبلغ سلسلہ و انچارج عرب ڈیسک جرمنی نے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت جرمنی میں 400 عرب باقاعدہ جماعتی نظام میں شامل ہیں۔ ان سے مستقل رابطہ اور ان کی دینی تعلیم و تربیت کیلئے آن لائن کلاسز کا انتظام ہے۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر عرب سے اس کا نام، قومیت، خاندان کا تعارف حاصل کیا اور یہ کہ احمدیت کب قبول کی اور فیملی میں اور کون کون احمدی ہے۔ سوا ایک بجے شروع ہونے والی ملاقات سوا گھنٹہ جاری رہی۔

☆ اس ملاقات میں شامل ہر عرب احمدی بے حد مسرور تھا اور جذبات میں ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔ ملاقات میں شامل ملک شام کے باشندے محمد ولید فلیون نے بتایا کہ امیر المومنین سے یہ ملاقات بہت عمدہ تھی۔ اس ملاقات سے ایک محبت کا احساس ہوا جو تمام مومنوں کے دلوں کو جوڑ کر رکھتی ہے۔ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ۔ حضور ہر احمدی سے بے مثال محبت کرتے ہیں جس کی نظیر دنیا کے کسی لیڈر میں نہیں ملتی۔

☆ مکرم احمد العاقل صاحب جو دوسو کلومیٹر دور شہر Dambakh سے تشریف لائے تھے اور آج ہی بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے تھے نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ وہ بات جس نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ جماعت کا منظم ہونا ہے۔ احمدیوں کا ایک دوسرے کا احترام کرنا، محبت سے پیش آنا مجھے بھاتا ہے۔ میرا تصور یہ تھا کہ جب امیر المومنین سے ملوں گا تو وہ مسلمان بادشاہوں کی طرح کا دربار ہوگا۔ امیر المومنین سے ملاقات میں آپ کی خوبصورت مسکراہٹ نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ آپ کے چہرے پر نظر پڑنے پر میں نے ان کے چہرے پر نور دیکھا۔ آپ کے انداز گفتگو میں پدرانہ شفقت محسوس ہوئی۔ میں نے قریب سے خلافت کی نعمت کو محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ خلافت کی نعمت کو دوام بخشے۔

ملاقات کرنے والے سبھی احمدی کے ایسے ہی جذبات تھے۔ عرب ڈیسک جرمنی اور شعبہ تبلیغ نے مہمانوں کی آمد پر ان کو خوش آمدید کہا اور ملاقات ہال کی تیاری، مہمانوں کو ترتیب وار نشستوں پر بٹھانے اور نظم و ضبط کے تمام کام بہت احسن طور پر انجام دیے۔ شعبہ ضیافت نے مہمانوں کی مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور دن ڈھلے سب مہمان اپنے اپنے شہروں کو روانہ ہوئے۔

(عرفان احمد خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل جرمنی)
(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 9 ؍اپریل 2021)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کامل محبت نہ ہو، نہ ہی دنیا کی محبت میں کمی آسکتی ہے، نہ ہی انسان کو مرتے وقت دلی سکون مل سکتا ہے اور نہ ہی مرتے وقت کی بے چینی دور ہو سکتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ؍ستمبر 2018ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

وہ مقصد جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ذریعہ سے یہ سلسلہ قائم فرمایا اور ہمیں اس میں شامل ہونے کی توفیق دی......اگر اس مقصد کے حصول کیلئے ہم کوشش نہیں کر رہے تو ہمارے بیعت کے دعوے صرف دعوے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ؍ستمبر 2018ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔ بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔ اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

اگلی نسلوں کی تربیت اور ان کو دین پر قائم رکھنے اور ان کے دین کی حفاظت آپ کا کام ہے

حیا عورت کی نشانی ہے، اگر مائیں خود اپنے پردوں کی حفاظت کریں گی اور لڑکیوں کو اس کی اہمیت بتائیں گی تو یقیناً بچیوں پر بھی اس کا نیک اثر ہوگا

جدید ٹیکنالوجی نے لوگوں کی مصروفیات اور رجحانات کو یکسر بدل دیا ہے، ٹی وی اور انٹرنیٹ آج کل لغویات میں شامل ہو چکا ہے

اس لئے انٹرنیٹ وغیرہ سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے، اگر غلط پروگرام دیکھے جا رہے ہیں تو یہ ماں باپ کی بھی ذمہ واری ہے

بارہ تیرہ سال کی عمر کی جو بچیاں ہیں ان کی بھی ہوش کی عمر ہوتی ہے ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں

اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے دینی احکامات پر چلتے ہوئے اپنے اور اپنی نسلوں کے دین کی حفاظت کرنے والی ہو

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت 2021 کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز روح پرور خصوصی **پیغام**

اسلام آباد، یو.کے

MA 17-10-2021

پیاری ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ لجنہ اماء اللہ بھارت کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ مَیں اس موقع پر آپ کو آپ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر: 19) یعنی اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور چاہئے کہ ہر جان اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کیلئے آگے کیا بھیجا ہے اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کے بعد تقویٰ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ تقویٰ پر چلنے والی ہر جان کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی کل پر نظر رکھے۔ اگلی نسلوں کی تربیت اور ان کو دین پر قائم رکھنے اور ان کے دین کی حفاظت آپ کا کام ہے۔ آج کی مائیں بھی اور وہ لڑکیاں بھی جو کل انشاء اللہ تعالیٰ مائیں بننے والی ہیں اس بات کو سمجھیں۔ اپنی حالتوں کے جائزے لیں۔ اپنے دینی علم کو بڑھائیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کیلئے اُن تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں جو ممکن ہیں۔

آج کل دنیا بڑی تیزی سے اپنے خدا سے دُور جا رہی ہے۔ ایسے وقت میں ہماری بہت بڑی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ اپنی حالتوں پر توجہ رکھیں۔ اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس ماحول کے اثر سے بچائیں۔ بچوں کے سامنے اپنے ایسے نمونے قائم کریں کہ بچے بڑوں کے نمونوں پر چل کر اُن راہوں پر چلیں جو دین کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا پیار سمیٹ کر دنیا اور آخرت سنوارنے والی راہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے گھر کے، اپنے خاوند کے گھر کی نگران بنائی گئی ہے وہ اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر اور اولاد کی نگرانی اور حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح)

اسی طرح حیا عورت کی نشانی ہے۔ پانچ چھ سال کی عمر سے ہی بچیوں کو بتانا ہوگا کہ یہ معاشرہ تمہاری حیا کی حفاظت نہیں کرتا۔ حیا کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں پر چل کر ہی ہوسکتی ہے۔ اگر مائیں خود اپنے پردوں کی حفاظت کریں گی اور لڑکیوں کو اس کی اہمیت بتائیں گی تو یقیناً بچیوں پر بھی اس کا نیک اثر ہوگا۔

اس زمانے میں جدید ٹیکنالوجی نے لوگوں کی مصروفیات اور رجحانات کو یکسر بدل دیا ہے۔ دس بارہ سال کی عمر کی لڑکیوں سے لے کر نوجوان لڑکیوں تک کیلئے جو ٹی وی اور انٹرنیٹ ہے یہ آج کل لغویات میں شامل ہو چکا ہے۔ اس لئے انٹرنیٹ وغیرہ سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ اگر غلط پروگرام دیکھے جا رہے ہیں تو یہ ماں باپ کی بھی ذمہ واری ہے اور بارہ تیرہ سال کی عمر کی جو بچیاں ہیں ان کی بھی ہوش کی عمر ہوتی ہے ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں۔ آپ احمدی ہیں اور احمدی کا کردار ایسا ہونا چاہئے جو ایک نرالا اور انوکھا کردار ہو۔ پتہ لگے کہ ایک احمدی بچی ہے۔

آپ پر اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان فرمایا ہے کہ اُس نے آپ کو زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور خلافت علی منہاج النبوۃ سے وابستہ فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے ساتھ اگر بیعت کا اقرار ہے تو پھر اپنے عمل اس تعلیم کے مطابق بناؤ جو خدا تعالیٰ نے ایک مومن کیلئے بیان فرمائی ہے ورنہ بیعت کا دعویٰ صرف دعویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد یہ نہیں پوچھے گا کہ کتنی جائیداد چھوڑی ہیں؟ کتنا مال چھوڑا ہے؟ کتنی اولاد چھوڑی ہے؟ پوچھے گا تو صرف یہ کہ تمہارے اعمال کیا تھے؟ کون کون سی پاک تبدیلیاں تم نے اپنے اندر پیدا کیں؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا؟ کیا تم نے اپنی اور اپنی اولاد کی عبادتوں کی حفاظت کیلئے کوشش کی؟ کیا تم نے اپنے خاوندوں کو کہا کہ مجھے تمہارے پیسے سے زیادہ تمہارا اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا پسند ہے؟ مجھے تمہارے لئے یہ پسند ہے کہ اپنے بچوں کے سامنے ایسا نمونہ بنو جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہو۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو پھر یہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے دین و دنیا کی جنتوں کی وارث بن گئیں۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور انہیں بہترین رنگ میں نبھا کر اپنی دنیا اور آخرت کو سنواریں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے دینی احکامات پر چلتے ہوئے اپنے اور اپنی نسلوں کے دین کی حفاظت کرنے والی اور انہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ جوڑنے والی ہو۔ آمین۔

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں
سالانہ اجتماع لجنہ اماء و ناصرات الاحمدیہ بھارت کا بابرکت انعقاد

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت کا 26واں سالانہ اجتماع مورخہ 22، 23، 24/ اکتوبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار قادیان دارالامان کی مقدس بستی میں دینی و روحانی ماحول میں منعقد ہوا۔ الحمد للہ۔ کووِڈ کے حالات کے پیش نظر صرف 5 صوبہ جات جموں و کشمیر، ہماچل، ہریانہ، پنجاب اور دہلی کی شہری مجالس کی ممبرات اجتماع میں شامل ہوئیں۔

مورخہ 22/ اکتوبر کو تقریب لوائے لجنہ و دعا اور مارچ پاسٹ ناصرات الاحمدیہ بھارت کے بعد محترمہ بشریٰ طیبہ غوری صاحبہ کی زیر صدارت افتتاحی اجلاس کی کارروائی عمل میں آئی۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام پڑھ کر سنایا۔ افتتاحی خطاب کے بعد سالانہ کارگزاری رپورٹ لجنہ اماء اللہ بھارت 21-2020 پیش کی گئی۔

دوران اجتماع علمی و دینی مقابلہ جات کروائے گئے اور مجالس شموگہ اور کولکاتہ کے علمی و تربیتی ڈسکشن پروگرامز کی آڈیو ریکارڈنگ سنائی گئی۔ ایک دلچسپ مشاعرہ کا بھی انعقاد کیا گیا اور دستکاری نمائش لگائی گئی۔ امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق افتتاحی و اختتامی نشستیں اور چند خصوصی پروگرامز کی live streaming کی گئی جس سے ہندوستان کی ممبرات آن لائن اجتماع میں شامل ہوئیں۔ آمدہ رپورٹس کے مطابق 5800 سے زائد ممبرات نے خصوصی پروگراموں سے استفادہ کیا۔ الحمد للہ۔

اجتماع کے موقع پر محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان نے پردے کی رعایت سے ممبرات سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں ممبرات لجنہ و ناصرات کو تربیتی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خلافت کی برکات اور کووِڈ کے حالات کے باوجود جماعت کی ترقیات اور سوشل میڈیا کے ذریعہ تبلیغ و اشاعت کے بارے میں روشنی ڈالی۔

اختتامی اجلاس محترمہ بشریٰ پاشا صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نعت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام دوبارہ ممبرات کو پڑھ کر سنایا گیا۔ علمی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی لجنہ و ناصرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ صدر اجلاس نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

مورخہ 24/ اکتوبر 2021ء کو محترمہ بشریٰ طیبہ غوری صاحبہ نمائندہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر صدارت مجلس شوریٰ میں صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کا انتخاب عمل میں آیا۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور ہماری حقیر مساعی کو اپنے فضل سے قبول فرمائے نیز ہمیں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(امۃ الشافی رومی، جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت)

......☆......☆......☆......

قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے

(قرآن مجید کی 26 آیات پر اعتراضات کے جوابات)

محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ شمالی ہند قادیان

(قسط:5)

جماعت احمدیہ مسلمہ اور خدمت قرآن

جماعت احمدیہ مسلمہ کا تعارف:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی ظاہری اور معنوی حفاظت اور نگہبانی کیلئے سیدنا محمد ﷺ کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کا مبارک نظام جاری فرمایا اور جب یہ نظام باقی نہ رہا تو آنحضرت ﷺ کی ایک پیشگوئی کے مطابق مجددین کی بعثت کا سلسلہ شروع ہوا۔

حدیث شریف میں آیا ہے :عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ یَبۡعَثُ لِهٰذِهِ الۡاُمَّةِ عَلٰی رَاۡسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنۡ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیۡنَهَا

(ابوداود، جلد 2، صفحہ 212، کتاب الملاحم)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کریگا جو آکر دین کی تجدید کریگا۔

قرآن مجید کی ظاہری اور معنوی حفاظت کیلئے ہر ہجری صدی کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کسی مجدد کو بھیجتا رہا جو کہ قرآن مجید کی صحیح تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کرتا رہا۔حضور ﷺ نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی تھی کہ چودھویں صدی ہجری کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ ایک ایسے مجدد کو بھیجے گا جو اس امت کا مسیح موعود ہوگا اور وہ سورۃ الجمعہ کی پیشگوئی کے مطابق سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثتِ ثانیہ کا مظہر ہوگا۔جماعت احمدیہ مسلمہ کے عقیدے کے مطابق وہ موعود شخص حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چودھویں صدی ہجری کے چھٹے سال مورخہ 20/رجب 1306ھ بمطابق 23/مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ مسلمہ کا قیام فرمایا اور پہلے روز 40/افراد بیعت کر کے اس مبارک جماعت میں شامل ہوئے تھے بعد ازاں روز بروز اس تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔الحمد للہ اس وقت 212 ملکوں میں جماعت احمدیہ مسلمہ کا قیام ہو چکا ہے اور روز بروز یہ ہر جہت سے ترقی کر رہی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے الٰہی تفہیم کے مطابق یہ اعلان بھی فرمایا کہ:

’’اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ

(سورۃ الحجر، سورۃ نمبر 15 آیت نمبر 10)

قرآن شریف کی عظمت کو قائم کرنے کیلئے چودھویں صدی کے سر پر مجھے بھیجا۔‘‘

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 433)

’’قرآن کریم جس کا دوسرا نام ذکر ہے اس ابتدائی زمانہ میں انسان کے اندر چھپی ہوئی اور فراموش ہوئی صداقتوں اور ودیعتوں کو یاد دلانے کیلئے آیا تھا۔اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ واثقہ کی رو سے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (سورۃ الحجر، سورۃ نمبر 15 آیت نمبر 10) اس زمانے میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا جو وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (سورۃ الجمعۃ، سورۃ نمبر 62 آیت نمبر 4) کا مصداق اور موعود ہے۔وہ ہی جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 60)

جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی پیدائش مورخہ 14 شوال 1250 ہجری بمطابق 13 فروری 1835 کو ہوئی۔آپ کی وفات 24 ربیع الاول 1326ھ بمطابق 26 مئی 1908 کو ہوئی بوقت وفات قمری لحاظ سے آپ کی عمر قریبا 76 سال تھی جس طرح سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کا نظام شروع ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین تھے اسی طرح حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بعثت ثانیہ کے مظہر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی وفات کے بعد چودھویں صدی ہجری کے 26 ویں سال مورخہ 25 ربیع الاول 1326 بمطابق 27 مئی 1908 کو ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ نے خلافت راشدہ کا قیام فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ نور آیت نمبر 56 میں فرمایا ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ کے انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا اسی طرح حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ حضرت امام مہدی جو کہ امتی نبی ہوں گے ان کے بعد ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ۔منہاج نبوت کے طریق پر خلافت کا نظام جاری ہوگا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق جن خلفاء کرام کو مسند خلافت پر متمکن فرمایا ان کے اسمائے گرامی و زمانہ خلافت کی تاریخ درج ذیل ہے:

(1) حضرت حاجی الحرمین مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ از مورخہ 27/مئی 1908 تا 13/مارچ 1914 (وفات)

(2) حضرت حاجی الحرمین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ از مورخہ 14/مارچ 1914 تا 8/نومبر 1965 (وفات)

(3) حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ از مورخہ 8/نومبر 1965 تا 8/جون 1982 (وفات)

(4) حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ 10/جون 1982 تا 19/اپریل 2003 (وفات)

(5) حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نصرہ اللہ نصراً عزیزہ از 22/اپریل 2003۔دعا ہے اللہ تعالیٰ تادیر آپ کو صحت و سلامتی والی طویل عمر عطا فرمائے۔آمین

حفاظت قرآن مجید اور جماعت احمدیہ:

جماعت احمدیہ مسلمہ نے ہر دور میں حضرت بانی اسلام محمد مصطفی ﷺ اور قرآن مجید کی طرف منسوب ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں اور ہمیشہ قرآن مجید کی سربلندی کیلئے خدمات انجام دی ہیں اسکی وضاحت انتہائی اختصار سے درج ذیل ہے۔

انیسوی صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں ہندوستان پر برطانوی سامراج کی حکومت تھی اس دور میں مخالفین اسلام کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ پر نازل ہونے والے قرآن مجید کو شدید اعتراضات کا نشانہ بنایا جارہا تھا اور ان اعتراضات کی وجہ سے بہت سے مسلمان اسلام سے بددل ہوکر عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے تھے اور اس زمانہ کے حالات کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ شاید اسلام اب زیادہ دیر اس ملک میں قائم نہیں رہ سکے گا اس زمانہ کے شعراء کی شاعری سے بھی اندازہ ہوتا ہے مشہور شاعر الطاف حسین حالی (1837-1914) نے 1879 میں اپنی مسدس میں لکھا کہ

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

پھر ملت اسلامیہ کی ایک باغ سے تمثیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

پھر اک باغ دیکھے گا اجڑا سراسر
جہاں خاک اڑتی ہے ہر سو برابر
یہ آواز پیہم وہاں آرہی ہے
کہ اسلام کا باغ ویران یہی ہے

اسلام پر معاندین کی طرف سے اعتراضات کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے ان اعتراضات کے ردّ و تردید کیلئے (1880ء تا 1884ء) میں اپنی معروف کتاب براھین احمدیہ تصنیف فرمائی۔البراهين الاحمدية على حقية كتاب الله القرآن والنبوة المحمدية۔اس کتاب میں آپؑ نے مخالفین اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ میں نے جس قدر قرآن مجید کی حقّیت (اسکے حق ہونے) پر دلائل تحریر کئے ہیں اگر کوئی اپنی الہامی کتاب میں سے آدھے یا تہائی یا چوتھائی یا پانچواں حصہ نکال کر تحریر کردے یا اگر میری کتاب میں تحریر شدہ دلائل کو نمبر وار توڑ دے تو بلا تامل اپنی جائیداد جو دس ہزار روپے کی ہے اسکے حوالہ کر دوں گا اور اسکا جائزہ تین ججز لیں گے اور اُنہی کا فیصلہ آخری ہوگا۔یہ وہ پہلا دفاع تھا جو آپ علیہ السلام نے قرآن مجید کا فرمایا بعد ازاں قرآن مجید پر ہونے والے اعتراضات کے دندان شکن اور تسلی بخش جوابات دینے اور اسکی ظاہری و معنوی محافظت کا سلسلہ آپ کی وفات تک جاری رہا۔

بعد ازاں ہر دور میں آپکے خلیفہ (جانشین) نے دفاعِ قرآن مجید اور اسکی تبلیغ و اشاعت پر اسکی ظاہری و معنوی حفاظت کا فریضہ ادا کیا اور عصر حاضر میں حضرت مرزا مسرور احمد نصرہ اللہ نصراً عزیزاً یہ فرض انتہائی خوش اسلوبی سے ادا فرما رہے ہیں۔اب تک جماعت احمدیہ مسلمہ 100 سے زائد زبانوں میں مکمل قرآن مجید کا یا اسکی منتخب آیات کا ترجمہ شائع کر چکی ہے۔بھارت کی مندرجہ ذیل زبانوں میں قرآن مجید کا مکمل ترجمہ مع عربی متن قادیان (پنجاب) سے شائع ہو چکا ہے اور وہ زبانیں یہ ہیں۔

(1) اردو (2) ہندی (3) انگریزی (4) پنجابی (5) ڈوگری (6) بنگلہ (7) اُڑیہ (8) آسامی (9) پنجابی (10) ملیالم (11) تامل (12) کنڑ (13) مراٹھی (14) گجراتی (15) تیلگو (16) کشمیری

ان تراجم کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ ہر انسان ترجمہ کی مدد سے کسی حد تک مفاہیم قرآن اور اسکے معارف کو سمجھ لے کہ اس کیلئے اس میں کیا روحانی، دینی پیغام دیا گیا ہے اور ہزاروں لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔الحمد للہ علی ذالک۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ✡ قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ✡ بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں ✡ نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز ✡ اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

نماز جنازہ غائب

(قسط پنجم، آخری)

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یو.کے 2021 پر تیسرے روز نماز ظہر وعصر کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ ’’اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی‘‘ 209 مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ان میں سے مزید 29 مرحومین کا مختصر ذکر ذیل میں پیش ہے:

(181) مکرم چودھری محمد یوسف صاحب ابن مکرم رانا محمد علی صاحب (پنڈی بھاگو، ضلع سیالکوٹ) 18/مئی 2021ء کو وفات پاگئے۔ ایک شفیق اور رحم دل انسان تھے۔ مربیان اور واقفین زندگی کا احترام کرتے تھے۔

(182) مکرمہ نصرت بی بی صاحبہ اہلیہ نصر اللہ صاحب (ربوہ) 19/مئی 2021ء کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت غلام احمد صاحبؓ کی پوتی اور مکرم محمود احمد مبشر صاحب (درویش قادیان) کی بیٹی تھیں۔

(183) مکرم ملک بشیر الدین صاحب (فیصل آباد) 23/مئی 2021ء کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ حضرت شیخ ظہور الدین صاحبؓ صحابی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔

(184) مکرمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شریف صاحب (ربوہ) 30/مئی 2021ء کو وفات پاگئیں۔ حضرت بوٹے خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی اور مکرم منصور احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ کی والدہ نیز اسامہ ادیب صاحب مربی سلسلہ کی دادی تھیں۔

(185) مکرمہ فرزنداں بی بی صاحبہ اہلیہ چودھری ظفر اللہ صاحب (نواں کوٹ) 6/جون 2021ء کو وفات پاگئیں۔ ان کی تدفین پر مخالفین نے گاؤں میں کافی فتنہ وفساد کھڑا کیا تھا۔

(186) مکرمہ مقبول بیگم صاحبہ اہلیہ فضل الدین صاحب (ربوہ) 11/جون 2021ء کو وفات پاگئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت نظام دین صاحب اور حضرت طالعہ بی بی صاحبہ کی نسل میں سے تھیں۔

(187) مکرمہ نادیہ قاضی صاحبہ بنت مکرم مسعود احمد قاضی صاحب (امریکہ) 16، 17/جون 2021ء کی درمیانی رات کو وفات پاگئیں۔ خلافت کی فدائی، تبلیغ کے لیے ہر وقت کوشاں رہنے والی ایک نیک فطرت بچی تھی۔

(188) مکرمہ مقبول بیگم نصرت صاحبہ اہلیہ محمد رفیع جنجوعہ صاحب (ربوہ) 18/جون 2021ء کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ایک نیک سیرت اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔

(189) مکرم چودھری مشتاق احمد صاحب ابن چودھری عنایت اللہ صاحب (ساؤتھ چیم) 20/جون 2021ء کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ حضرت حاجی مہر دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔

(190) مکرمہ ریاض بانو صاحبہ (راولپنڈی) 22/جون 2021ء کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بطور صدر لجنہ، سیکرٹری مال، جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری دعوت الی اللہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مکرم سعید احمد بھٹی صاحب (مربی سلسلہ) کی والدہ تھیں۔

(191) کلثوم قادر صاحبہ (کراچی) 22/جون 2021ء کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ حضرت ماسٹر پریل صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی تھیں۔ بہت نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔

(192) مکرم چودھری ناصر احمد صاحب ابن مکرم چودھری بدر الدین صاحب (دار العلوم غربی صادق، ربوہ) 23/جون 2021ء کو وفات پاگئے۔ کریم نگر میں ممبر اصلاحی کمیٹی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ انتہائی خدا ترس اور نیک فطرت انسان تھے۔

(193) مکرم حاجی محمد ایوب صاحب (کوٹلی، کشمیر) 24/جون 2021ء کو وفات پاگئے۔ مکرم حسیب احمد صاحب (مربی سلسلہ سیالکوٹ کینٹ) کے والد تھے۔

(194) مکرمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا لئیق احمد صاحب (ہیز، یو.کے) 27/جون 2021ء کو وفات پاگئیں۔ آپ کو نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہری وابستگی تھی۔

(195) مکرم چودھری سعید احمد لکھن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر (کینیڈا) 28/جون 2021ء کو وفات پاگئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری سکندر علی صاحبؓ اور حضرت گوجر بی بی صاحبہؓ کے پوتے اور مکرم فہیم احمد لکھن صاحب (مبلغ سلسلہ کینیا) کے والد تھے۔

(196) مکرم میر ناصر احمد صاحب (ربوہ) 6/جولائی 2021ء کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ حضرت میر میاں میراں بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پڑپوتے تھے۔

(197) مکرم میجر شاہد احمد صاحب (آئرلینڈ) 8/جولائی 2021ء کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ نے نائب نیشنل صدر جماعت آئر لینڈ کے علاوہ نیشنل سیکرٹری تعلیم، نیشنل سیکرٹری وقف نو اور نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

(198) مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولانا نظام الدین صاحب مرحوم (مبلغ سلسلہ) سویڈن 10/جولائی 2021ء کو وفات پاگئیں۔ احمد نگر اور ربوہ میں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔ سویڈن آنے پر غیر احمدیوں کو بھی قرآن کریم پڑھاتی رہیں۔

(199) مکرمہ خدیجہ صاحبہ اہلیہ محترم مولانا کے محمد علوی صاحب (کیرالہ، انڈیا) 12/جولائی 2021ء کو وفات پاگئیں۔ آپ کے دو داماد قادیان میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں جبکہ ایک نواسہ مبلغ اور تین نواسے اس وقت جامعہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(200) مکرم فضل الرحمان تنولی صاحب (آسٹریلیا) 15/جولائی 2021ء کو وفات پاگئے۔ آپ نے پیرا شوٹر فوجی کی حیثیت سے جنگ عظیم دوم میں حصہ لیا۔ آپ کو مانسہرہ میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

(201) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری محمد سلیمان صاحب مرحوم (راجن پور شہر) 16/جولائی کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ نے صدر لجنہ راجن پور شہر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں ہمیشہ صف اول میں رہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، بہت ہمدرد، غریب پرور اور ہر دلعزیز خاتون تھیں۔ آپ مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مربی سلسلہ (Wittlich، جرمنی) کی والدہ تھیں۔

(202) مکرمہ بشریٰ شرافت علی صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری شرافت علی صاحب (ربوہ) 17/جولائی 2021ء کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے دادا اور نانا دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ نے محلہ کی لجنہ میں سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

(203) مکرم فاروق احمد بسراء صاحب ابن مکرم منظور حسین بسراء صاحب (جوہر ٹاؤن، لاہور) 18/جولائی 2021ء کو وفات پاگئے۔ آپ تعلیم وتدریس کے شعبہ سے منسلک تھے۔ بہت غریب پرور، ہمدرد اور ایک نیک فطرت انسان تھے۔ آپ ڈاکٹر وقار منظور بسراء صاحب کے بھائی تھے۔

(204) مکرمہ سیدہ خاتون صاحبہ اہلیہ میاں عبد المجید جنجوعہ صاحب (لاہور) 20/جولائی 2021ء کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ محترمہ سیدہ امۃ الباسط صاحبہ (بی بی باچھی) کی دودھ شریک بہن تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ایک نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔

(205) مکرم چودھری محمد الیاس منور صاحب (کینیڈا) 21/جولائی 2021ء کو وفات پاگئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد دفتر صدر عمومی میں وقف کر کے کام کرتے رہے۔

(206) مکرمہ سودہ صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الرحمٰن صاحب (کیرالہ، انڈیا) 22/جولائی 2021ء کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ مکرم شمس الدین صاحب مربی سلسلہ کبابیر کی والدہ تھیں۔

(207) مکرم شہرائے عالم صاحب (کولکاتہ، انڈیا) 24/جولائی 2021ء کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ صوبہ مغربی بنگال کے پرانے احمدیوں میں سے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو ایک نیک اور خاموش طبع انسان تھے۔

(208) مکرم ادریس احمد ڈوگر صاحب ابن مکرم غلام محمد صاحب (عہدی پور، ضلع نارووال) 24/جولائی 2021ء کو ایک ٹریفک حادثے میں وفات پاگئے۔ آپ 2019ء سے بطور صدر جماعت عہدی پور ضلع نارووال خدمت کی توفیق پارہے تھے۔

(209) مکرم عاشق حسین صاحب (آف فورٹ عباس ضلع بہاولنگر) 28/جولائی 2021ء کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ نے 1963ء میں خود ربوہ آکر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اپنے شوق سے قرآن کریم سیکھا اور پھر تواتر سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو اور نیک فطرت انسان تھے۔☆

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اول

اَنۡفُسِہِمۡ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا ان کیلئے جائز نہ تھا۔ غرض قرآن کریم کی آیات اور مذکورہ حدیث کے رُو سے کم سے کم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنوں کیلئے الگ نبی مبعوث ہونے ضروری تھے جو خود ان میں سے ہوتے۔ نیز جنوں کی مختلف قوموں کی طرف الگ الگ نبی مبعوث ہونے ضروری تھے۔

ساتواں ثبوت ان جنات کے انسان ہونے کا یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (اعراف ع 20) اس جگہ جنوں کو رسالت میں شامل نہیں کیا۔ اگر جن بھی کوئی علیحدہ قوم ہے اور اس کیلئے بھی آپ پر ایمان لانا ضروری تھا یا جائز ہی تھا تو یوں فرمانا چاہئے تھا کہ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ وَالۡجِنُّ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا مگر یہ تو قرآن کریم میں کہیں بھی نہیں آیا۔ پس جو جن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے وہ قرآنی تشریح کے ماتحت انسانوں ہی میں سے تھے اور اسی وجہ سے آپؐ پر ایمان لانے کے مکلف تھے۔

ایک اور آیت اس مضمون کے بارہ میں اس سے بھی واضح ہے اور وہ سورۂ سباء کی آیت وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ ہے (ع 3/9) کافۃ کفّ سے نکلا ہے جس کے اصل معنے جمع کرنے اور روکنے کے ہیں۔ پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے صرف اس لئے مبعوث کیا ہے کہ تو انسانوں کو جمع کرے اور کسی انسان کو اپنی تبلیغ سے باہر نہ رہنے دے۔ اب دیکھو اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تجھے صرف انسانوں کو جمع کرنے کیلئے بھیجا ہے اور بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ انسانوں کے سوا کوئی اور مخلوق بھی ہے اور وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی مکلف ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انسانوں میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت سے باہر نہیں انسانوں کے سوا کوئی مخلوق آپ پر ایمان لانے کیلئے مکلف بھی نہیں۔ اس وجہ سے جن مومن جنوں کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے وہ انسان ہی تھے کوئی اور مخلوق نہ تھے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 68، مطبوعہ قادیان 2010)

Love for All Hatred for None

99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem

MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)

Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telengana.

بستی مندرانی کے چھ صحابہ کرامؓ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مختصر تذکرہ

(آصف احمد ظفر بلوچ، ربوہ حال مقیم لندن)

(قسط دوم)

حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب مندرانی (بقیہ)

مثنوی رومی اور صرف ونحو پر بھی حافظ صاحب کو عبور حاصل تھا۔ سفید ریش بلوچ اور پٹھان باقاعدگی سے آپ کے حجرے میں حاضر ہوتے قرآن کریم، احادیث نیز مثنوی رومی کا درس لیتے۔ خوش الحان اس قدر تھے کہ سپیدہ سحر نمودار ہونے سے قبل جب دہقان بیلوں کی جوڑیوں کو ہمراہ لئے اپنے کھیتوں کی طرف جاتے تو راستے میں حافظ صاحب کی تلاوت کی آواز سن کر وہیں کھڑے ہوجاتے جب تک کہ آپ کلام پاک کی تلاوت مکمل نہ فرما لیتے۔ حافظ صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن کریم آج بھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔ غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے آپ شاید وہ واحد صحابی ہیں جن کا قرآن کریم کا اپنا لکھا ہوا قلمی نسخہ آج تک محفوظ ہے۔ اس قلمی نسخہ کا تعارف الفضل انٹرنیشنل 30 جون 2020 اور الفضل آن لائن ایڈیشن 29/اگست 2020 میں چھپ چکا ہے۔

میرے والد محترم اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ہمارے داداجان حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب قرآن پاک کی جب تلاوت کرتے تو اپنی معصوم پوتی بی بی غلام سکینہ کو اپنی گود میں لے لیتے دوران تلاوت وہ اپنے داداجان کی گود میں آپ کی غیر معمولی حسن قراءت کو ہمہ تن گوش ہوکر سنتی رہتی۔ داداجان فرمایا کرتے تھے کہ میری اس پوتی غلام سکینہ کو قرآن پاک سے بے انتہا عشق ہوگا آپ کا یہ فرمان بعد میں من وعن پورا ہوا۔ قریبی گاؤں بستی بزدار کی آبادی تقریباً 25 ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور جملہ غیر از جماعت خواتین کو غلام سکینہ صاحبہ نے قرآن پاک پڑھانے کی سعادت پائی جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ بستی بزدار، بزدار بلوچ قبیلہ کا مسکن ہے۔ حضرت اللہ بخش خان صاحب بزدار صحابی حضرت مسیح موعود کا بھی یہی مسکن تھا۔ (یادوں کے نقوش، مجموعہ مضامین ناصر احمد ظفر، صفحہ 213، 214)

حضرت حافظ صاحب کی قرآن پاک سے محبت کے تسلسل میں اس تاریخی واقعہ کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ میرے داداجان حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفر نے جب بچپن میں یہ خواب دیکھا کہ قرآن شریف میرے سینے میں چمک رہا ہے تو حضرت حافظ صاحب اسی خواب کی بنیاد پر آپ کو دینی تعلیم کے حصول کیلئے مارچ 1921 میں قادیان چھوڑ آئے جبکہ آپ ابھی بمشکل تیرہ سال ہی کے تھے۔ آج جب ہم داداجان کی تصنیف ''معجزات القرآن'' کو اس تناظر میں دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ قرآنی معارف کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ پر کھولا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب ''معجزات القرآن'' کا مطالعہ کیا تو یہ رائے رقم فرمائی۔

آپ نے قرآن کریم کی معجزانہ شان کے جس پہلو پر قلم اٹھایا ہے یہ علم قرآن کی ایسی شاخ ہے جس پر آج تک بہت کم لکھا گیا ہے اس مسودہ کے مطالعہ سے یہ دیکھ کر طبیعت میں ہیجان پیدا ہوجاتا ہے کہ علوم قرآن کی کائنات میں اس پہلو سے بھی تحقیق اور دریافت کا کتنا بڑا جہان کھلا پڑا ہے اور اہل فکر کو جستجو کی دعوت دے رہا ہے اسکے مطالعہ سے مجھے بہت کچھ حاصل ہوا کئی نئے علمی نکات سے لطف اندوز ہوا۔ (روزنامہ الفضل 7/جنوری 2013، صفحہ 6)

خلافت ثانیہ سے وابستگی

حضرت حافظ صاحب کے ایک شاگرد حضرت محمد مسعود خان صاحبؓ مندرانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1914 میں مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ایک ٹریکٹ موصول ہوا جس میں انہوں نے لکھا کہ جماعت کو چاہئے کہ مرزا محمود احمد صاحب سے تعاون نہ کریں۔ اب خلافت انجمن احمدیہ کی ہوگی۔ اس ٹریکٹ کا جب حضرت حافظ صاحب کو علم ہوا تو آپ نے ساری جماعت کو اکٹھا کیا اور جماعت سے مشورہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں تحریری بیعت کا خط لکھ دیا اور پھر دسمبر 1914 کے جلسہ میں بستی مندرانی کے 15/افراد نے شرکت کی اور سب احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

(روزنامہ الفضل 10/فروری 2012، صفحہ 4)

مخالفت

آپ نے اپنی بستی میں جب جماعت کو منظم کرنا شروع کیا تو حسب روایت آپ کو بہت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا شروع میں جمعہ بستی مندرانی میں نہیں ہوتا تھا اور کوئی باقاعدہ انتظام بھی نہیں تھا۔ قبول حق کے بعد حافظ صاحب نے باقاعدہ نماز جمعہ کا بھی انتظام کیا آپ نماز جمعہ اور عیدین اپنی بستی میں پڑھایا کرتے تھے ان دنوں غیر از جماعت لوگوں نے بہت زیادہ بائیکاٹ کیا اور مخالفت کی انہی ایام میں آپ نے ایک مناظرہ بھی کروایا۔ اس مناظرہ کے نتیجہ میں بستی بزدار کے ایک بااثر اور شریف النفس زمیندار حضرت شیر محمد خان صاحب نمبردار سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

ہمارے علاقہ کے گدی نشین خواجگان تونسہ شریف کی مشہور ہستیاں تھیں۔ خواجہ اللہ بخش صاحب جو اس وقت گدی نشین تھے وہ حافظ صاحب کے بڑے معتقد تھے خواجہ صاحب کے دربار میں حافظ صاحب کو ایک اعلیٰ مقام بھی حاصل تھا۔ جب حافظ صاحب نے احمدیت کو قبول کیا تو آپ نے خواجہ صاحب کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ خواجہ صاحب نے بڑی کوشش کی کہ آپ احمدیت کو چھوڑ دیں اور پہلے کی طرح ہمارے دربار میں آیا کریں مگر حافظ صاحب نے واضح طور پر یہ پیغام بھجوایا کہ میں اب جس مرشد کا مرید بن گیا ہوں، اس کے بعد مجھے کسی اور مرشد کی ضرورت نہیں۔ اس جواب کے بعد خواجہ صاحب حافظ صاحب کی سخت مخالفت پر اتر آئے۔ حافظ صاحب کو جب یہ اطلاع ملی کہ آپ کا حقہ پانی بند کردیا جائے گا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ حقہ میں پیتا نہیں اور پانی میرا پہاڑ سے آتا ہے۔ اسے کون بند کرے گا؟

یہ وہی خواجہ اللہ بخش صاحب ہیں جن کے بارہ میں 15/اگست 1902 کو حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا۔ ''تخرج الصدور الی القبور'' ترجمہ (مخالفین کے سرکردہ، قبروں کی طرف منتقل کئے جائیں گے) اس الہام کے بعد نذیر حسین دہلوی اور فتح علی اور اللہ بخش تونسوی اس جہان سے رخصت ہوئے۔ (الحکم، جلد 6 نمبر 39، مورخہ 31/اکتوبر 1902ء صفحہ 10، تذکرہ صفحہ 353)

اولاد

حضرت حافظ صاحب کی دو بیویوں کے بطن سے جنم لینے والے جن بیٹوں نے بلوغت کی عمر پائی اور بعد ازاں ان کی اولادیں بھی ہوئیں ان کے نام قادر بخش خان صاحب، غلام محمد خان صاحب، علی محمد خان صاحب ظفر محمد خان صاحب ظفر، اور عبدالرحیم خان صاحب تھے، عبدالکریم خان صاحب تو صغرسنی میں ہی وفات پاگئے تھے۔ حضرت حافظ صاحب کا قرآن کریم جو ہمارے پاس محفوظ ہے اس قلمی نسخہ پر ایک بچے کی تاریخ پیدائش درج ہے جس کا نام محمد بخش ہے۔ اس بارہ میں قطعی شواہد تو موجود نہیں مگر راقم سطور ھذا کی یہ رائے ہے کے محمد بخش حافظ صاحب کی زوجہ اول عائشہ بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہونے والے سب سے بڑے بیٹے تھے جو بعد ازاں بہت چھوٹی عمر میں ہی وفات پاگئے یہ رائے قائم کرنے کی دو وجوہ ہیں اول اس بچے کی تاریخ پیدائش 1887ء لکھی گئی ہے حافظ صاحب کے بڑے بیٹے قادر بخش خان صاحب 1890، 91ء میں پیدا ہوئے قادر بخش اور محمد بخش ہر دو ناموں میں مماثلت پائی جاتی ہے اور دونوں کی تاریخ پیدائش میں اتنا زمانی بعد پایا جاتا ہے جو بالترتیب پیدا ہونے والے بچوں کی تاریخ پیدائش میں موجود ہوتا ہے پھر دلچسپ امر یہ ہے کہ قادر بخش صاحب کے بعد حافظ صاحب کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا اسکا نام غلام محمد رکھا گیا یعنی محمد کا بابرکت نام تو اس بچے کے نام میں بھی برقرار رہا مگر اسے محمد بخش کی بجائے غلام محمد کہا گیا یہ دونوں نام ہم معنی ہیں یہ تمام بحث ہمیں اس نتیجہ تک پہنچاتی ہے کہ محمد بخش حافظ صاحب کے سب سے بڑے بیٹے تھے اس طرح آپ کی زوجہ اولی سے تین بیٹے محمد بخش صاحب، قادر بخش صاحب، غلام محمد صاحب اور ایک بیٹی غلام فاطمہ صاحبہ پیدا ہوئیں۔ آپ کی دوسری شادی سردار بیگم صاحبہ سے ہوئی ان کے بطن سے چار بیٹے پیدا ہوئے۔ علی محمد صاحب، ظفر محمد صاحب ظفر، عبدالرحیم صاحب اور عبدالکریم صاحب۔ حضرت حافظ صاحب کے دو بیٹے قادر بخش خان صاحب اور عبدالکریم خان صاحب (عبدالکریم صاحب کی قبر حافظ صاحب کی قبر کے ساتھ بتائی جاتی ہے) اور اکلوتی بیٹی غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ سردار خان مندرانی صاحب ''لال اصحاب'' قبرستان میں ہی مدفون ہیں جبکہ غلام محمد خان صاحب اور علی محمد خان صاحب کی تدفین بستی بزدار کے قریب امیر شاہ کے قبرستان میں ہوئی۔ مولانا ظفر محمد صاحب ظفر اور عبدالرحیم خان صاحب ربوہ میں مدفون ہیں حضرت حافظ صاحب کی ایک اہلیہ کی وفات کا ذکر الفضل 28/دسمبر 1918 کی اشاعت میں ملتا ہے۔

حضرت حافظ صاحب کے تمام بیٹے مخلص احمدی تھے، محترم غلام محمد خان صاحب مندرانی بلند پایہ حاذق طبیب تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست شفاء عطا فرمایا تھا۔ اور پورے علاقے میں آپ کی نیک شہرت تھی امراض کی تشخیص میں آپ کو منفرد مقام حاصل تھا ہمارے ملک کی ایک معروف سیاسی شخصیت کے دادا کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم تھے کسی بھی تکلیف کی صورت میں وہ آپ سے ہی دوا لیتے۔ آپ نے طب کی تعلیم حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے حاصل کی۔ آپ نے دو شادیاں کیں آپ کی دوسری شادی حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جس خاتون سے کروائی ان کا تعلق بزدار بلوچ فیملی سے تھا۔ الفضل 7/اگست 1956 کے شمارہ میں بستی مندرانی کے عہدیداران کی فہرست شائع ہوئی ہے اس فہرست کے مطابق آپ کے پاس ایک ہی وقت میں صدر، سیکرٹری امور عامہ وامور خارجہ کی ذمہ داریاں تھیں۔

حضرت حافظ صاحب کے ایک اور بیٹے محترم علی محمد خان صاحب مندرانی مسجد مبارک قادیان کے مؤذن بھی رہے اور لمبا عرصہ بستی مندرانی کے صدر، سیکرٹری مال اور سیکرٹری اصلاح وارشاد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ محترم عبدالرحیم خان صاحب کو جہاں جماعتی خدمت کی توفیق ملتی رہی وہاں آپ جماعت کی مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ الفضل 5/اپریل 1969ء صفحہ 7 پر جماعت احمدیہ بستی مندرانی کے فضل عمر فاونڈیشن کی سو فیصد ادائیگی کرنے والوں کی فہرست شائع ہوئی ہے اس فہرست کے مطابق سب سے زیادہ مالی قربانی آپ نے کی۔

وفات

حضرت حافظ صاحب کی وفات 5/دسمبر 1923 بروز بدھ ہوئی اور ''لال اصحاب'' قبرستان میں تدفین ہوئی۔ بوقت وفات آپ کی عمر 63 برس تھی۔ آپ کی وفات کے موقع پر ایک دلچسپ واقعہ رونما ہوا۔ ہوا یوں کہ علاقے کی ایک معزز شخصیت سید مسعود شاہ صاحب کے بیٹے سید نور شاہ صاحب جو حافظ صاحب کے پاس تحصیل علم کیلئے حاضر ہوا کرتے تھے نے حافظ صاحب کا جنازہ پڑھنا چاہا تو کچھ لوگوں نے اس پر شاہ صاحب کی مخالفت کی کے یہ شخص مرزائی ہوگیا ہے نور شاہ صاحب نے دوٹوک جواب دیا کہ حافظ صاحب میرے بزرگ استاد تھے میں تو ان کی نماز جنازہ ضرور اور ہر حالت میں پڑھوں گا چنانچہ شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ تمام مخالفین اور بہی خواہ جو حافظ صاحب کا دل سے تو احترام کرتے تھے لیکن جنازہ میں شامل ہونے سے ہچکچاتے تھے اس سے حوصلہ پاکر آگے بڑھے اور الگ سے نماز جنازہ پڑھ ڈالی۔ اس طرح حافظ صاحب کی دو نماز جنازہ ادا کی گئی احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت نے بھی اپنی الگ سے نماز جنازہ ادا کی۔ حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب اور حضرت حافظ محمد خان صاحب مندرانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبریں ''لال اصحاب'' صحابہ رسول کی قبروں کے ساتھ ساتھ ہیں جب ان قبروں کو اکٹھا دیکھا جاتا ہے تو آیت ''آخرین منہم'' فوراً سامنے آجاتی ہے۔ حضرت حافظ صاحب کی نسل پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اور خلافت احمدیہ کی اطاعت گزار اور نظام جماعت سے وابستہ ہے اور خدمت دین میں پیش پیش رہتی ہے اور آپ کی یہ روحانی اولاد اپنے اس محسن کو دعائیں دیتی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حافظ صاحب کے بارہ میں کچھ معلومات مکرم عبدالباسط مندرانی صاحب آف تونسہ شریف نے بھی مہیا کیں، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

۞ جلسہ پر ایسی تقاریر پیش کی گئیں جن کو سن کر میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

۞ آج امام جماعت احمدیہ کا خطبہ سن کر مجھے عورتوں کے حقوق اور عورتوں کی ذمہ داریاں دونوں کا حقیقی ادراک ہوا ہے

۞ گو میں احمدی نہیں ہوں پھر بھی گھر کے تمام افراد نے بڑی دلجمعی سے جلسہ سنا، مَیں جلد احمدیہ مشن آ کر فیملی سمیت جماعت میں شامل ہو جاؤں گا

۞ اگر سب مسلم دنیا ایسی ہو جائے جیسے احمدیت اتحاد سے رہتی ہے تو مسلمان اتنے مضبوط ہو جائیں کہ دنیا کی کوئی طاقت اسلام کے خلاف نہ بول سکے

جلسہ سالانہ یو.کے 2021 کے متعلق شاملین جلسہ کے ایمان افروز تاثرات

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13/اگست 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جلسہ سالانہ یو.کے میں خدمت کرنے والوں کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دُنیا سے لکھنے والے مجھے لکھ رہے ہیں، ان رضا کاروں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں کہ انہوں نے ڈیوٹی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔ بارش کی وجہ سے ایک وقت میں پارکنگ سے کاریں نکالنا بھی ایک بڑا مسئلہ ہو گیا تھا۔ وہاں رضا کاروں نے غیر معمولی کام کیا ہے اور عملاً کاریں اٹھا کر ہی کیچڑ میں سے باہر رکھی ہیں۔ پس میں تمام کارکنان کا، مردوں کا بھی، عورتوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان نامساعد حالات میں سب نے بے نفس ہو کر کام کیا ہے اور جلسہ کی ڈیوٹیوں کا حق ادا کر دیا ہے۔

سوال: ایم ٹی اے کی ٹیم کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دُنیا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جلسہ دیکھ رہی تھی، جلسہ کے مختلف شعبہ جات کے کام دیکھ کر بہت متاثر ہوئی ہے۔ آنے والے مہمان بھی شکرانے کے جذبات لیے ہوئے تھے اور ایم ٹی اے نے دُنیا کو جو نظارے دکھلائے اور جو مختلف پروگرام بنائے اور جو محنت کی ہے، اس کا بھی ایم ٹی اے نے حق ادا کر دیا ہے اور نہ صرف جلسہ دُنیا کو دکھایا بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں اجتماعی طور پر جلسہ کی کارروائی دیکھنے والوں کو ہمیں جلسہ گاہ میں دکھا دیا اور تمام دنیا کو بھی دکھا دیا۔ تمام دنیا کے لوگ، دیکھنے والے احمدی اور غیر بھی حیرت زدہ بھی ہیں اور شکر گزار بھی ہیں کہ ہمیں یہ نظارے دیکھنے کو ملے۔ یہ ایک عجیب بین الاقوامی گھر کا نقشہ کھینچ دیا تھا۔

سوال: جلسہ سالانہ کے موقع پر لوگوں نے کس کمی کا اظہار فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک کمی کا اظہار عموماً لوگوں نے کیا ہے کہ اس سال عالمی بیعت نہیں ہوئی جس کا انہیں بڑا انتظار تھا۔ حضور انور نے فرمایا: ان حالات میں تو بہر حال یہ مشکل بھی تھا کہ بیعت کی جاتی، مجبوری تھی۔

سوال: مختلف مقامات پر لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ سے جو احباب جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے تھے اس کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس سال پہلی مرتبہ جماعتیں لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ سے جلسہ میں شامل ہوئیں یعنی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ کر جلسہ سن رہی تھیں۔ یوکے میں پانچ مقامات پر اجتماعی طور پر یہ انتظام تھا اور بعض دوسرے ممالک میں کئی گھنٹوں کے وقت کے فرق کے باوجود بھی وہاں بیٹھے اجتماعی طور پر جلسہ سن رہے تھے جن میں آسٹریلیا ہے، انڈونیشیا ہے، گوئٹے مالا ہے، بنگلہ دیش وغیرہ شامل ہیں۔ یوکے کے علاوہ بائیس ممالک میں سینتیس مقامات پر لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ سے احباب جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے تھے اور عورتوں کی طرف سے بھی اس دفعہ لائیو سٹریمنگ کا پہلی دفعہ انتظام ہوا تھا اس کی وجہ سے عورتوں نے بھی مختلف ممالک سے بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے اور ایک اندازے کے مطابق عورتوں کے پروگرام کو بھی تیس پینتیس ہزار عورتوں نے دیکھا اور سنا۔

سوال: ایک غیر احمدی دوست عیسیٰ صاحب نے اپنا کیا تاثر پیش کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: عیسیٰ صاحب کہتے ہیں کہ اس سے قبل میں نے سن رکھا تھا کہ جماعت احمدیہ اسلام کے خلاف ہے اور انہوں نے مسجد میں ٹی وی رکھا ہوا ہے جو کہ جائز نہیں لیکن جلسہ کے دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اگر سب مسلم دنیا ایسی ہو جائے جیسے احمدیت اتحاد سے رہتی ہے اور اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے تو مسلمان اتنے مضبوط ہو جائیں کہ دنیا کی کوئی طاقت اسلام کے خلاف نہ بول سکے۔ جماعت احمدیہ میں جو اتحاد اور یگانگت ہے وہ میں نے جلسہ میں دیکھی ہے جو میری نظر میں جماعت کی سچائی کی ایک دلیل ہے۔

سوال: ایک غیر احمدی مہمان مریم صاحبہ نے کیا تاثر بیان کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک غیر احمدی مہمان مریم صاحبہ کہتی ہیں کہ آج امام جماعت احمدیہ کا خطبہ سن کر مجھے عورتوں کے حقوق اور عورتوں کی ذمہ داریاں دونوں کا حقیقی ادراک ہوا ہے ورنہ یہاں افریقہ میں تو اکثر عورتیں جتنی بری زندگی گزار رہی ہیں اس کا تصور بھی ترقی یافتہ ممالک میں مشکل ہے۔ کہتی ہیں کہ اگر احمدیوں کا فعل ان کے قول سے مطابقت رکھتا ہے تو آپ لوگوں سے بہتر میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

سوال: عمر باری صاحب نے جلسہ کے متعلق کیا بتایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: امیر صاحب مالی لکھتے ہیں کہ کیتا شہر کے ایک استاد عمر باری صاحب نے فون کر کے بتایا کہ گو کہ میں احمدی نہیں ہوں لیکن پھر بھی نہ صرف میں نے بلکہ گھر کے تمام افراد نے بڑی دلجمعی سے جلسہ کی کارروائی سنی اور خاص طور پر جب خلیفہ وقت کی باتوں کے دوران مختلف نعرے بلند ہوتے تو ہم گھر کے تمام افراد پُرجوش ہو جاتے تھے اور ہم بھی نعرے دہراتے تھے۔ عمر باری صاحب نے کہا کہ ان شاء اللہ وہ جلد احمدیہ مشن آکر اپنی فیملی سمیت جماعت احمدیہ میں شمولیت حاصل کریں گے۔

سوال: ملائیشیا کے ایک نومبائع نے جلسہ کے متعلق کیا تاثر پیش کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ملائیشیا سے ایک نومبائع Rusli Bin Mappasulle صاحب کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ یوکے کو دیکھ کر میں خدا تعالیٰ کا بہت شکر گزار ہوں کہ مجھے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے اور امام الزمان کو پہچاننے کی توفیق حاصل ہوئی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ مَیں خلافت کے ساتھ ہمیشہ وفادار اور فرماں بردار رہوں گا۔

سوال: قرغزستان کے نیشنل پریذیڈنٹ الیاس کُوباتوف نے کیا تاثر پیش کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا یہ کہتے ہیں کہ جلسہ پر ایسی تقاریر پیش کی گئیں جن کو سن کر میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں نے جلسہ سالانہ یوٹیوب پر دیکھا تھا اور اس وقت میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب میں نے یوٹیوب پر اپنے بہن بھائیوں کے کمنٹس دیکھے جو ایک دوسرے کو جلسہ کی مبارک کے تحائف پیش کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو سلامتی کے پیغام دے رہے تھے۔ یہ سب میرے بہن بھائی مختلف قوموں سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً رشین، یوکرینی، آرمینی، تاتاری، قزاقی اور قرغزی وغیرہ۔ یہ نظارہ بہت ہی روح پرور تھا۔

سوال: جلسہ سالانہ یوکے کی کوریج کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: پریس اینڈ میڈیا کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوریج ہوئی۔ بی بی سی نے ایک ڈاکومنٹری بھی چلائی اور یہ رپورٹ بی بی سی ورلڈ نے بھی نشر کی جو دوسو ممالک میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بی بی سی نیشنل نیوز چینل پر بھی یہ خبر نشر ہوئی اور repeat بھی ہوتی رہی۔ ایک اندازے کے مطابق یہ کوریج باون ملین افراد تک تھی۔ چالیس ویب سائٹس نے جلسہ کی خبر نشر کی۔ ان کی اپنی ریڈرشپ ستائیس ملین افراد ہے۔ بیس اخبارات وغیرہ میں جلسہ کے بارے میں آرٹیکل شائع ہوئے، اسکی ریڈرشپ سات لاکھ پینتیس ہزار ہے۔ جلسہ کے حوالہ سے سولہ ریڈیو پروگرام نشر ہوئے، سولہ ملین لوگوں تک پیغام پہنچا۔ اسی طرح بارہ ٹیلی ویژن چینلز نے جلسہ کی خبر نشر کی جن کی کوریج بائیس لاکھ افراد تک ہے۔ ان تمام ذرائع کے علاوہ سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی اندازاً تریسٹھ لاکھ افراد تک پیغام پہنچا۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ جو کوریج ہے وہ یہ ہے کہ یوٹیوب پر پندرہ ملین سے زائد لوگوں نے وزٹ کیا۔ تقریباً پانچ لاکھ گھنٹے یوٹیوب کے ذریعہ ایم ٹی اے دیکھا گیا۔ اسی طرح ایم ٹی اے کی اپنی ویب سائٹ کو ایک لاکھ مرتبہ دیکھا گیا۔ ایم ٹی اے آن ڈیمانڈ کے ذریعہ بھی دو لاکھ سے زائد احباب نے جلسہ کو دیکھا۔

......☆......☆......

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے، اپنے پڑوسی کی عزت اور اپنے مہمان کا احترام کرے

سلام کو رواج دو، کھانا کھلایا کرو، صلہ رحمی کرو اور اسوقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تم سلامتی کیساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے

مہمان نوازی کی اہمیت و برکات پر قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ روایات پر مشتمل حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23/جولائی 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جلسہ سالانہ یو.کے کی حضور انور نے کیا خصوصیت بیان فرمائی۔

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس جلسے کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور دنیا کے مختلف ممالک سے احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے آپ کو بعض دفعہ مالی مشکلات میں ڈال کر بھی اور بعض دفعہ جسمانی عوارض اور تکالیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھی اس جلسے میں شامل ہونے کیلئے آتے ہیں اور اس طرح یہاں دنیا کے بہت سے ممالک کی نمائندگی ہو جاتی ہے۔

سوال: جلسہ میں خدمات کے حوالہ سے حضور انور نے احبابِ انگلستان کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ماشاء اللہ انگلستان کی جماعت نے اس ذمہ داری کو خوب نبھایا ہے اور آہستہ آہستہ جلسے کے انتظامات کو اپنی لائنوں پر جس طرح مرکز میں ہوتا تھا یہاں بھی چلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو آئندہ بھی توفیق دیتا رہے۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے کس شعبہ کو بنیادی شعبہ قرار دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: میرے نزدیک جو بنیادی حیثیت جلسے کے انتظامات میں ہے وہ مہمان نوازی کی ہے۔ اگر مہمان نوازی کا نظام ٹھیک ہو جائے تو پھر جلسے کے باقی انتظامات کی حیثیت معمولی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ باقی انتظامات میں بھی افراتفری اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کھانے کے انتظام میں گڑبڑ ہو جائے یا اسی طرح جو دوسرے مہمان نوازی سے متعلقہ انتظامات ہیں ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے یا خاطر خواہ انتظام نہ ہو تو اس لحاظ سے یہ مہمان نوازی کا شعبہ بہت اہم شعبہ ہے۔

سوال: مہمان کے احترام میں حضوانور نے کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب: آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

سوال: صحابہ کی مہمان نوازی کے متعلق حضور انور نے کون سی روایت بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو وفود آتے تھے آپؐ ان کی مہمان نوازی کا فرض صحابہؓ کے سپرد کر دیتے۔ ایک مرتبہ قبیلہ عبدالقیس کے مسلمانوں کا وفد حاضر ہوا تو آپؐ نے انصار کو ان کی مہمان نوازی کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ انصار ان لوگوں کو لے گئے۔ صبح کے وقت وہ لوگ حاضر ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے میز بانوں نے تمہاری مدارات کیسی کی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! بڑے اچھے لوگ ہیں ہمارے لئے نرم بستر بچھائے

،عمدہ کھانے کھلائے اور پھر رات بھر کتاب وسنت کی تعلیم دیتے رہے۔

سوال کینیڈا کے احمدیوں کی مہمان نوازی کی حضور انور نے کن الفاظ میں تعریف فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا : اس دفعہ جب میں کینیڈا گیا ہوں تو بعض احمدی گھروں میں یہ دیکھ کر ربوہ کے جلسوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی کہ گھر والے نیچے ایک کمرے میں یا بیس منٹ میں محدود ہو گئے ہیں اور گھر کے کمرے مہمانوں کو دے دیئے، ان مہمانوں کو جن کو جانتے بھی نہیں، کوئی خون کا رشتہ بھی نہیں لیکن ایک مضبوط رشتہ ہے، احمدیت کا رشتہ، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی اس رشتے کو قائم کیا ہوا ہے اور اس مضبوط رسی کو پکڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر ملک میں ہمیں یہ نظارے دکھائے۔

سوال اَوندھے سونے کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے ایک حدیث کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مہمانوں کو جگانے کیلئے نماز فجر سے پہلے مسجد تشریف لائے تو ایک صحابی کو دیکھا کہ اوندھے لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ ؐ نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا میں عبد اللہ بن طُھفہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا سونے کا یہ انداز ایسا ہے جسے اللہ پسند نہیں کرتا۔

سوال عبداللہ بن سلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بات بیان کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن سلامؓ روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلی بات جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی وہ یہ تھی کہ سلام کو رواج دو، کھانا کھلایا کرو اور صلہ رحمی کیا کرو اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

سوال دور کے رشتہ دار کی بھی عزت کرنی چاہئے اس تعلق میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض دفعہ دُور کے رشتہ دار یا کسی حوالے سے واقف لوگ آ جاتے ہیں یہ سمجھ کر کہ فلاں میرے عزیز کا کوئی واقف کار ہے اس سے مل لیں۔ جب ایسے لوگ آئیں تو ان سے بھی اچھے طریقے سے ملنا چاہئے، یہ نہ ہو کہ بیچارے خرچ کر کے جب آپ کے پاس پہنچیں تو بے رخی سے کہہ دو نہ تو میں آپ کو جانتا ہوں ،نہ اس واقف کار کو جانتا ہوں اور السلام علیکم کیا اور گھر کا دروازہ بند کر دیا۔

سوال صحابہ اپنے دشمن کا بھی بہت خیال رکھتے اس کے متعلق حضور نے کون سی روایت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک شخص ابو عزیز بن عُمیر جو جنگ بدر میں قید ہوئے تھے بیان کرتے ہیں کہ انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور خود کھجوریں وغیرہ کھا کر گزارا کر لیتے تھے اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اگر ان کے پاس روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی ہوتا تو وہ مجھے دے دیتے اور خود نہ کھاتے تھے اور اگر میں تامّل کرتا تو اصرار کے ساتھ کھلاتے تھے۔

سوال ایک ہندو کی مہمان نوازی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس رنگ میں کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: چونکہ ہندوؤں کا ایک خاص مزاج ہوتا ہے اور کھانے پینے کا بھی اپنا ایک طریقہ ہوتا ہے اسلئے خاص انتظام کرنا پڑا اور وہ انتظام چونکہ دوسروں کے ہاں کرانا ہوتا تھا اس لئے ظاہر میں اس کی مشکلات بھی ہوتی تھیں۔ تو ایسے موقع پر بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا پورا اہتمام فرماتے تھے۔ جب وہ آیا اور آپ سے ملاقات کی تو آپؑ نے فرمایا یہ ہمارا مہمان ہے، اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہئے۔ ایک شخص کو خاص طور پر حکم دیا کہ ایک ہندو کے گھر اس کے لئے بندوست کیا جاوے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مہمانوں کا کس قدر خیال رکھتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سید حبیب اللہ صاحب حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اطلاع دی تو حضورؑ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے۔ اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔

سوال اس ضمن میں حضور انور نے لالہ شرمپت والا کون سا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ بیت الفکر میں ایک دفعہ لیٹے ہوئے تھے ایک بیان کرنے والے نے بیان کیا اور کہتے ہیں کہ میں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرے کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید ملاوامل نے دستک دی۔ میں اٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا۔ لیکن حضرت صاحب نے بڑی جلدی اٹھ کر تیزی سے جا کے مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔

سوال سیٹھی غلام نبی صاحب کی کون سی روایت حضور انور نے بیان فرمائی؟

جواب سیٹھی غلام نبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی، میں شام کے وقت قادیان پہنچا تھا رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا تو کافی رات گزر گئی اور تقریباً بارہ بجے کا وقت ہو گیا کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے تھے۔ ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضورؑ کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر حضورؑ نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دودھ آ گیا تھا میں نے کہا کہ آپ کو دے آؤں آپ یہ دودھ پی لیں، آپ کو شاید دودھ کی عادت ہو گی۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ سبحان اللہ! کیا اخلاق ہیں۔ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پا رہا ہے اور تکلیف اٹھا رہا ہے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 9

دوسروں کو قائل کرنا ہے اور پھر مستقل مزاجی سے اس پر قائم رہتے ہوئے ان کو نصیحت کرنا اور تبلیغ کرتے چلے جانا ہے۔ ’’جلدی جھاگ منہ پر نہیں لاتے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 191-192)

غصہ میں نہیں آ جاتے یہ لوگ اگر مخالفت ہو تو۔ پس تبلیغ کے لیے یہ دو باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں کہ اپنے عمل اور تعلیم میں مطابقت پیدا کرنا اور دوسرے صبر سے کام لیتے ہوئے مستقل مزاجی سے اور برداشت سے تبلیغ کرتے چلے جانا ہے۔ پس ہمیں اس حوالے سے بھی اپنے جائزے لینے چاہئیں اور تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانا چاہیے۔ یہاں تو مواقع ایسے ہیں کہ تبلیغ کے بہت سارے کام ہو سکتے ہیں۔ جہاں روکیں ہیں وہاں اگر روکیں ہمارے رستے میں حائل ہیں اور قانون اور حکومتیں اگر رستے میں حائل ہیں تو دوسری جگہ جہاں ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیوں نہ اٹھایا جائے۔ پس جو اِن ملکوں میں رہ رہے ہیں، آزادانہ طور پر جن کو تبلیغ کے مواقع میسر ہیں ان کو چاہیے کہ پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کے لیے میدان میں نکلیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو دنیا کو راہ راست پر لا سکتا ہے اور دنیا کو نجات دلا سکتا ہے۔

بہرحال یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرتے ہوئے کریں گے تو برکت ہو گی۔ ذاتی اغراض نہیں ہونی چاہئیں جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’انسان کو چاہیے کہ ساری کمندوں کو جلا دے اور صرف محبت الٰہی ہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔ خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں۔ آدمؑ سے لے کر نوحؑ و ابراہیمؑ اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کل انبیاء اسی نمونہ کی خاطر ہی تو اس نے بھیجے ہیں تا لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں۔ جس طرح وہ خدا تعالیٰ تک پہنچے اسی طرح اَور بھی کوشش کریں۔ سچ ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو۔‘‘ فرمایا کہ ’’شیخ سعدی صاحب فرماتے ہیں: بدنام کنندہ نکونامے چند‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 246) کہ ایک برا آدمی کئی نیک ناموں کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔

پس ہمیں بہت سوچنے کی ضرورت ہے۔ انصار اللہ، حقیقی انصار اللہ بننے کے لیے بہت غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں اپنے دل میں پیدا کرنے کی بہت کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے عمل بھی اس وقت حقیقی عمل بنیں گے جب ہم خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے نیکیاں بجا لانے کی کوشش کریں گے۔ ہمارے کاموں میں برکت اس وقت پڑے گی جب اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم کام میں معاون و مددگار تبھی بن سکیں گے جب ہم اپنے ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق کرتے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ سے اس میں برکت کی دعائیں مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا صحیح طریق اپنی عبادتوں کو اس کے حکم کے مطابق بجا لانا ہے یعنی پانچ وقت کی نمازوں کی حفاظت اور ادائیگی، دلی سوز سے ادائیگی اور توجہ کے ساتھ ادائیگی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا ’’سو تم نمازوں کو سنوارو اور خدا تعالیٰ کے احکام کو اس کے فرمودہ کے بموجب کرو۔ اس کی نواہی سے بچے رہو۔ اس کے ذکر اور یاد میں لگے رہو۔ دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو۔ اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع و سجود میں دعا کا موقعہ ہے دعا کرو اور غفلت کی نماز کو ترک کر دو، رسمی نماز کچھ ثمرات مرتب نہیں لاتی۔‘‘ رسمی نمازوں کو کوئی پھل نہیں لگتے صرف فرض پورا کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ ’’اور نہ وہ قبولیت کے لائق ہے۔ نماز وہی ہے کہ کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے کے وقت تک پورے خشوع خضوع اور حضور قلب سے ادا کی جاوے اور عاجزی اور فروتنی اور انکساری اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح سے ادا کی جاوے کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہی تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 236)

یہ ہے نماز کی حقیقت۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری کامیابی دعاؤں سے ہی ہونی ہے۔ پس جب ہم اپنی عملی حالتوں کی تبدیلی کے ساتھ دعاؤں اور عبادات کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی انصار میں شمار ہو سکتے ہیں۔ تبھی ہم اپنی اگلی نسلوں کے ذہنوں میں سوال پیدا کرنے کی بجائے ان کی اصلاح اور جماعت سے جوڑنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب ہم دعا کریں گے۔ دعا سے پہلے میں ایک یہ بھی بتا دوں کہ اس وقت مَیں جس جگہ سے بول رہا ہوں، خطاب کر رہا ہوں یہ ایم ٹی اے اسلام آباد کا نیا سٹوڈیو ہے اور آج پہلی دفعہ یہاں سے یہ پروگرام جاری ہو رہا ہے گویا کہ انصار اللہ کے اس اجتماع کے ساتھ اس کا افتتاح بھی ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی اسلام کا پیغام، دین کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنائے اور پہلے سے بڑھ کر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ سکے۔ اب دعا کر لیں۔

☆☆دعا☆☆

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15 اکتوبر 2021)

ارشاد باری تعالیٰ

حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی ٭ وَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قٰنِتِیۡنَ

(سورۃ البقرہ:239)

(اپنی) نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص مرکزی نماز کی
اور اللہ کے حضور فرمانبرداری کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 18 - November - 2021 Issue. 46

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ کی قسم جہاں تک مجھ میں طاقت ہوگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر کی زندگیوں کی سختی میں شامل رہوں گا تا کہ شاید میں ان دونوں کی راحت کی زندگی میں بھی شریک ہو جاؤں

خطاب کے بیٹے سنو اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے شیطان جب کبھی بھی تمہارے راستے پر چلتے ہوئے ملا ہے تو ضرور ہی اس نے اپنا وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ لیا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 رنومبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت حفصہ بنت عمر نے ایک دفعہ کہا کہ اے میرے باپ اللہ نے رزق کو وسیع کیا ہے اور آپ کو فتوحات عطا کی ہیں اور کثرت سے مال عطا کیا ہے کیوں نہ آپ اپنے کھانے سے زیادہ نرم غذا کھایا کریں اور اپنے اس لباس سے زیادہ نرم لباس پہنا کریں۔ حضرت عمر نے فرمایا میں تم سے ہی اس امر کا فیصلہ چاہوں گا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں کتنی سختی اُٹھانی پڑی۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ مسلسل حضرت حفصہ کو یہ یاد دلاتے رہے یہاں تک کہ حضرت حفصہ کو رلا دیا پھر حضرت عمر نے فرمایا۔ اللہ کی قسم جہاں تک مجھ میں طاقت ہوگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی زندگیوں کی سختی میں شامل رہوں گا تا کہ شاید میں ان دونوں کی راحت کی زندگی میں بھی شریک ہو جاؤں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر کے سامنے سرکہ اور نمک رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دو کھانے کیوں رکھے جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک کھانے کا حکم دیا ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ دو نہیں بلکہ ایک ہے مگر آپ نے کہا نہیں یہ دو ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: اگرچہ حضرت عمر کا یہ فعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبہ کی وجہ سے غلو کا پہلو رکھتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن اس مثال سے یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ آپ نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کو سادگی کی ضرورت ہے اسکی کس قدر تاکید کی تھی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مَیں حضرت عمر والا مطالبہ نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا کہ نمک ایک سالن ہے اور سرکہ دوسرا مگر یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آج سے تین سال کیلئے ہر احمدی جو تحریک جدید کی جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے یہ اقرار کرے کہ وہ آج سے صرف ایک سالن استعمال کرے گا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب حالات مختلف ہیں اس لئے یہ پابندی نہیں ہے لیکن پھر بھی اسراف سے کام نہیں لینا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عمر دکھاوے اور شان و شوکت والے لباس کے اس قدر خلاف تھے کہ مفتوح دشمن کیلئے بھی یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ کوئی ایسا لباس پہن کر ان کے سامنے آئے جو شان و شوکت والا ہو۔ چنانچہ فارسیوں کا سپہ سالار ہرمزان ایک قیدی کی صورت میں جب حضرت عمر کے سامنے ریشمی لباس میں پیش ہوا تو حضرت عمر نے کہا مَیں اس سے ہرگز بات نہیں کروں گا یہاں تک کہ وہ اپنا زرق برق لباس اور زیورات اتار دے۔ یہ سب کچھ اتارا گیا اور پھر حضرت عمر نے اس سے بات کی۔

حضرت عمر کی عاجزی اور تقویٰ کے معیار کے بارے میں اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر نے ایک دفعہ آپؓ کو کندھے پر پانی کا ایک مشکیزہ اٹھائے ہوئے دیکھا تو کہا اَے امیر المؤمنین آپ کیلئے یہ مناسب نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ جب قوموں کے وفد میرے پاس اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آئے تو میرے دل میں اپنی بڑائی کا احساس ہوا۔ اس لئے میں نے اس بڑائی کو توڑنا ضروری سمجھا اور اسی وجہ سے پانی کا مشکیزہ اپنے کندھے پر اٹھا رہا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر حج سے آتے ہوئے ایک درخت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حضرت حذیفہ جو آپ سے بے تکلف تھے انہوں نے جرأت کی اور وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ جب میں اپنے ایک اونٹ کو چراتا تھا اور اس درخت کے نیچے میرے والد نے مجھے بہت زجر و توبیخ کی تھی اور اب یہ وقت ہے کہ اونٹ تو کیا کئی لاکھ آدمی میری آنکھ کے اشارے پر جان دینے کو تیار ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دیکھو ایک اونٹ چرانے والے کو دین اور دنیا کے وہ وہ علم سکھائے گئے جو کسی کو سمجھ نہیں آ سکتے۔ یورپ کے لوگ ملک داری کے قوانین سے نہایت واقف اور آگاہ ہیں مگر اب بھی وہ حضرت عمر کے بنائے ہوئے قانون کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آج دنیا ان کے آگے سر جھکاتی ہے اور ان کی سیاست دانی کی تعریف کرتی ہے۔ پھر دیکھو حضرت ابوبکر ایک معمولی تاجر تھے لیکن اب دنیا حیران ہے کہ ان کو یہ فہم یا عقل اور فکر کہاں سے مل گیا۔ میں بتاتا ہوں کہ ان کو قرآن شریف سے سب کچھ ملا انہوں نے قرآن شریف پر غور کیا اس لئے ان کو وہ کچھ آ گیا جو تمام دنیا کو نہ آتا تھا کیونکہ قرآن شریف ایک ایسا ہتھیار ہے کہ جب اس کے ساتھ دل کو صیقل کیا جائے تو ایسا صاف ہو جاتا ہے کہ تمام دنیا کے علوم اس میں نظر آ جاتے ہیں۔

حضرت عمر سے ڈر کر شیطان بھی بھاگتا ہے اس بارے میں بھی بعض روایات ہیں۔ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خطاب کے بیٹے سنو اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے شیطان جب کبھی بھی تمہارے راستے پر چلتے ہوئے ملا ہے تو ضرور ہی اس نے اپنا وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ لیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا۔ حضرت ابن عباس اپنے بھائی فضل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمر بن خطاب میرے ساتھ ہوتا ہے جہاں میں پسند کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جہاں وہ پسند کرتا ہے اور میرے بعد عمر بن خطاب جہاں ہو گا حق اس کے ساتھ رہے گا۔ حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ سکینت حضرت عمر کی زبان اور دل پر جاری ہوتی ہے۔

مکہ پر چڑھائی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو بلایا اور کہا دیکھو مکہ والوں نے غداری کی ہے ہم نے ان سے معاہدہ کیا ہوا ہے۔ اب یہ ایمان کے خلاف ہے کہ ہم ڈر جائیں اور مکہ والوں کی بہادری اور طاقت دیکھ کر ان کے مقابلے کیلئے تیار نہ ہو جائیں تمہاری کیا رائے ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو ان سے معاہدہ کیا ہوا ہے اور پھر وہ آپ کی قوم ہے مطلب یہ تھا کہ آپ اپنی ہی قوم کو ماریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اپنی قوم کو نہیں ماریں گے معاہدہ شکنوں کو ماریں گے۔ پھر حضرت عمر سے پوچھا تو انہوں نے کہا بسم اللہ۔ میں تو روز دعائیں کرتا تھا کہ یہ دن نصیب ہو اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں کفار سے لڑیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر بڑا نرم طبیعت کا ہے مگر قول صادق عمر کی زبان سے ہی زیادہ جاری ہوتا ہے۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور آپ اور حضرت ابوبکر اور عمر مسجد میں داخل ہوئے ان میں سے ایک آپ کے دائیں جانب تھے اور دوسرے بائیں جانب اور آپ ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنو اگر تم ایسا کہہ رہے ہو تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کسی آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے بارے میں فرمایا۔ یہ دونوں جنت کے اولین اور آخرین کے تمام بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء اور مرسلین کے۔

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ان دونوں ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا۔

حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے آسمان والوں میں سے دو وزیر ہوتے ہیں اور زمین والوں میں سے بھی دو وزیر ہوتے ہیں۔ آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم کامران احمد صاحب شہید ابن مکرم نصیر احمد صاحب آف پیشاور کا ذکر خیر فرمایا جنہیں 9 رنومبر کو مخالفین نے ان کے آفس میں فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔** شہید کی عمر 44 سال تھی۔ شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد مکرم نصیر احمد صاحب کے نانا حضرت نبی بخش صاحب ابن فتح دین صاحب آف بھینی بانگر نزد قادیان کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے 1902ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ شہید مرحوم بیشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ جماعتی خدمت اور ڈیوٹیوں میں سب سے پہلے حاضر ہوتے اور ہمیشہ حساس مقام پر خود کھڑے ہوتے۔ ہجرت کرنے کیلئے جب ان کو مشورہ دیا جاتا تو کہتے اگر ہم لوگ یہاں سے چلے گئے تو کمزور احمدیوں کے مسائل اور بڑھ جائیں گے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں بڑی نمایاں ان کی حیثیت تھی۔ واقعہ شہادت سے دو دن پہلے انہوں نے خواب دیکھی تھی کہ ایک بزرگ خاتون ان کے گھر کی صفائی کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ خلیفہ رابع نے آنا ہے تو کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد حضور رحمہ اللہ تشریف لائے اور شہید مرحوم کا ہاتھ پکڑ لیا اور بڑے پیار سے کہا کہ ہم اکٹھے رہیں گے اور تم نے میرے ساتھ ہی رہنا ہے۔ علاقے کی ہردلعزیز شخصیت تھے۔ شریف النفس غریبوں کے ہمدرد خلافت سے بے پناہ عشق رکھنے والے۔ پسماندگان میں ان کے والد والدہ، اہلیہ اور تین بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو حوصلہ اور صبر عطا فرمائے اور مرحوم کے درجات بلند کرے۔

اس کے بعد حضور انور نے ڈاکٹر مرزا نبیر احمد اور ان کی اہلیہ عائشہ عنبر سید امریکہ، مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب کراچی، سرداراں بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری نبی بخش صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad